

اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

ہر کو مرید سید گیسو دراز شد واللہ خلافت نیست و عشق باز شد

واہ صبر بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ از مکتوبات

قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسین خولجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

محمد معشوق حسین خان سلطانی



سیرت فاؤنڈیشن، لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَيُّكُمْ نَسِيءٌ نَوَازِلٌ

مَلِيءٌ

مِنْكُمْ يَا خَيْرَ مَنْزِلٍ نَوَازِلٌ مَلِيءٌ

از درد و فراق اگر نرسد الم چه کنیم

روز و شب اگر نرسد الم چه کنیم

میگوئی با تو اتم نه ام هرگز دور

درین حضور بی وصال الم چه کنیم

اقتساب

پاکستان میں اسلام اور اسلامی تصوف
کے موضوع پر معیاری کتب کی اشاعت کے لیے

الحاج محمد ارشد قریشی رحمۃ اللہ علیہ

کا نام ہمیشہ محترم رہے گا۔

سیرت فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع کردہ یہ سلسلہ کتب

اُن کی یاد سے وابستہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نصراقبال قریشی

سیرت فاؤنڈیشن - لاہور

فون: ۷۶۶۰۸۴

از انوار الازکی بر العالمین

ہر کو مرید سید گیسو دراز شد واللہ غلات نیت کجاش عشق باز شد

واند حضرت بندہ نواز

انور

از مکتوبات حضرت خواجه بندہ نواز گیسو

اردو

مترجم

محمد عشق حسین خان سلطان

(فرزندہ بہ نواب عشق یار جنگ بہادر)



میراث فاؤنڈیشن

اسلامی علوم و فنون کا تحقیقی و اشاعتی ادارہ

۸۵۵۔ این، سمن آباد۔ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

فوائد حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ	:	نام کتاب
(تلخیص مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ)	:	
حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	:	مصنف
محمد معشوق حسین خان سلطانی	:	مرتبہ
نواب معشوق یار جنگ بہادر	:	مترجم
سیرت فاؤنڈیشن ۵ لاہور	:	ناشر
سرور قادری پرنٹرز ۵ لاہور	:	طابع
ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ بمطابق جون ۲۰۰۳ء	:	اشاعت
پانچ سو	:	تعداد
— روپے	:	قیمت

تقسیم کار

- دربار ایک شاپ - دربار مارکیٹ - گنج بخش روڈ - لاہور
- المعارف - گنج بخش روڈ - لاہور
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز - گنج بخش روڈ - لاہور
- " " " " - اردو بازار - کراچی
- نظامی کتب خانہ، دربار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، پاکپتن شریف

تعارف

یہ کتاب "فوائد" نامی خلاصہ ترجمہ ہے حضرت سیدنا قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی چشتی دہلوی ثم گلبرگومی قدس سرہ کے مکتوبات مبارکہ کا۔
حضرات اکابر کے ملفوظات گرامی کو جو اہمیت حاصل ہے ان سے زیادہ اہمیت مکتوبات کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ مکتوبات میں تمام تعلیمات کا لب لباب اور خلاصہ منظم طریقہ سے تحریر کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ کتاب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز کی یادگاروں کو تازہ کرنے اور آپ کی تعلیمات مقدسہ کو زندہ کرنے کے لئے ایک نہایت مفید کتاب ہے۔

جناب مترجم نے یہ ترجمہ اور خلاصہ مکتوبات اس قدر بہترین طریقہ سے ترتیب دیا ہے کہ گویا یہ ایک مستقل تصنیف ہی کی حیثیت رکھتا ہے اور نہایت شگفتہ زبان میں اردو میں ایک بے نظیر تصنیف کا اضافہ ہے جس کے لئے ہم لوگ جس قدر بھی مسرت کا اظہار کریں کم ہے۔ ہمارے محترم اور فاضل مترجم عالیجناب ذاب محشوق یار جنگ بہادر مدظلہ العالی کی ہستی دینا علم و ادب میں کوئی غیر معروف ہستی نہیں ہے۔ آپ ہی نے الرحق المنحوم حبیبی بے نظیر کتاب کا نہایت سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور آپ ہی نے تمام بزرگان دین کے حالات کو جمع کر کے منظر شہود پر پیش کیا ہے۔ ہم موصوف کی اس علمی و مذہبی خدمت پر دلی جذبات شکر گزار ہیں۔

منجانب معتمد کتب خانہ روئین گلبرگ تشریف

(برگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی قدس سرہ)



سیرت فاؤنڈیشن کی تمام مطبوعات کی اشاعت میں

خصوصی معاونت کے لیے ادارہ

محترم جناب سرزاد محمد فیصل خان چشتی صاحب

کابے حد ممنون ہے۔

عرض مترجم

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی دہلوی ثم گلبرگوی قدس سرہ العزیز کے
مکتوبات جو کئی نشر و اشاعت تصنیفات حضرت خواجہ صاحب کے حسن سعی سے ۱۳۶۲ھ
میں جناب صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ شریف کی سرپرستی میں طبع ہوئے تھے ان کا یہ خلاصہ
ہے جو مترجم نے اردو زبان میں پیش کیا ہے، اسے خلاصہ اس لئے کہا ہے کہ مکتوبات میں جس
قد تعلیم کا جزو تھا صرف وہی لید ہے اور دوسری خانگی باتیں ترک کر دی ہیں اور جو تشریح
اور ادو وظائف و بیعت غائبانہ اور حضرت کے تبرکات مثلاً طاقیہ و طبوس مبارک کے
پہننے کے آداب وغیرہ ہیں وہ صرف ایک بار درج کی ہیں اور تکرار جو متعدد مکتوبات میں
متعدد بار آئی ہے اسے چھوڑ دیا ہے اور بجائے لفظی ترجمے کے مکتوب کے مفہوم کو
قابل فہم اردو زبان میں حتی المقدور صحیح ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی ناظرین کرام اس میں
کئی غلطی پائیں تو اصل سے مقابلہ کر کے درست کر لیں اور اس کا ذمہ دار مترجم یا مطبع کو سمجھ کر
عفو سے کام لیں۔

برگ بیزاست تختہ درویش چہ کند بے نا ہمیں وارد

معتوق یار جنگ

ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	فائدہ
۱۳	حسنِ خاتمہ کے بیان میں	۱
۱۸	غمِ عاقبت و ویدار الہی کے بیان میں	۲
۲۱	انوارِ غیبی طلب و محبت الہی کے بیان میں	۳، ۴
۲۷	غفلت سے بچنے کے بیان میں	۵
۲۹	عقل و عشق و اتباعِ شریعت و سنتِ بنوِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں	۶
۳۶	ذکر و معائنہ و مشاہدہ کے بیان میں	۷
۳۹	چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنے اور بیعتِ غائبانہ کے بیان میں	۸
۴۲	یادِ محبوب اور وقت کی معموری کے بیان میں	۹
۴۵	مجاہدہ و ریاضت و تعمیلِ حکمِ پیر کے بیان میں	۱۰
۴۶	عشق و وصل و ذکر و قرب کے بیان میں	۱۱
۵۰	معرفتِ الہی کے بیان میں	۱۲
۵۳	محبتِ الہی و معموریِ دل و رضا بقضائے بیان میں	۱۳
۵۵	قراعتِ دل سے یادِ الہی کرنے کے بیان میں	۱۴
۵۶	محبتِ الہی کے بیان میں	۱۵
۵۹	فردوسِ صحبت و ارشادِ پیر و محبتِ الہی کے بیان میں	۱۶
۶۱	ترکِ ماسوائے اللہ اور حصولِ قربِ الہی کے بیان میں	۱۷
۶۳	محبتِ الہی کے بیان میں	۱۸

۶۶	معرفت و محبت خدائے عزوجل اور دنیا کی قدر	۱۹
۷۰	ترک سوائے نفس میں	۲۰
۷۳	سلوک و توجہ پیر و تخلیہ و تجلیہ کے بیان میں	۲۱
۷۷	صراطِ مستقیم پر چلنے اور فراغِ دل سے یادِ الہی کرنے کے بیان میں	۲۲
۷۹	عمل کرنے اور مشغول بننا رہنے کے بیان میں	۲۳
۸۱	مواہبِ الہی اور مشغولی اوقات کے بیان میں	۲۴
۸۳	محبت پیر و عشق و محبت کے بیان میں	۲۵
۸۶	در بیان سلوک و خدمت سلطان و مشفقان	۲۶
۸۸	تقصائے الہی و رضا بقضا کے بیان میں	۲۷
۹۰	تحریریں بر محبت الہی و مشاغل مردان و زنان	۲۸
۹۲	محبت الہی و قدر و وقت و اشتغال بہ اوراد کے بیان میں	۲۹
۹۵	اتباع سنت نبوی و پیر کی پیر و طلب و رو کے بیان میں	۳۰
۹۸	محبت الہی و اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں	۳۱
۱۰۲	تزکیہ و مخالفتِ نفس و توجہ تام کے بیان میں	۳۲
۱۰۳	نبوت و ولایت کے بیان میں	۳۳



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فائدہ

حسنِ خاتمہ کے بیان میں

حسنِ خاتمہ اور خاتمہ بالخییر تمام جہوں میں ایک اہم ترہم اور تمام مرادوں میں عزیز ترین مراد ہے۔ جس شخص کا جو حال و مقام ہوتا ہے اسی اعتبار سے اس کے خاتمہ کا اچھا ہونا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً عام علماء اگر شرکتِ مخلوط اور کفرِ جلی کے دائرے باہر ہیں اور ان کے دل پر ان کا خیری سانس ٹوٹے تو کہا جائے گا کہ ان کا خاتمہ بالخییر ہو اور جنت کی امید بندھنی **لِلْحَمْدِ لِلّٰهِ** **الَّذِیْ اَخْرَجَنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِنْ کٰوِدُوْهُ** کا ورد ہو گا۔ الہی بھی حضرت خاتم الانبیاء و اہل بیت اصفیاء ہمارے ہر کام کا انجام بخیر کرے۔

مگر اہل طلب و ارادت کا بہترین حال یہ ہے کہ ہر روز اور ہر رات دریائے

سے مانو اور مکتوب نمبر (۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعض مریدوں اور متعقدوں کے

کے نام تحریر فرمایا گیا تھا۔

شوق موجیں مارتا رہے اور دردِ طلب بڑھتا رہے اور ہر سانسِ عشق و محبت کے سوز و اندوہ میں نکلے جیسی کہ ان کی طلب ہے اگر محبوب پہلو میں آہلا تو زہے نصیب اور اگر یہ یہ دولت نصیب نہ ہوئی اور آستانہ یار ہی پر عمر گزر گئی تو بھی زہے دولت۔ لیکن اگر نہ یہ نصیب ہوا اور نہ وہ تو معاذ اللہ ایسی بلائے عظیم کو آسمان و زمین میں نہیں اٹھا سکتے۔ ان اہل طلب کے دردِ دل میں ذرا سی کمی بھی ہو جاتی ہے تو اپنے آپ کو کافر اور جہنمی سمجھنے لگتے ہیں۔ مثلاً ایک بندہ خدا ہے جس کو عمر دراز ملے۔ ہمت بلند عطا ہوئی۔ سوائے خدائے عزوجل کے جو اس کا مطلوب حقیقی ہے نہ کسی شے کی خواہش رکھتا اور نہ کسی غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن عالمِ قرب و قدس کا دروازہ اس کے لئے ذرا سا بھی نہ کھلا اور فتح باب کی صورت ہی نہ دیکھی۔ بایں ہمہ ہزار ان ہزار نیاز و سرائفگندی سے یار کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہے اور وہاں سے ہرگز نہیں اٹھتا۔ نہ قبول کی طرف التفات کرتا ہے اور نہ وصول کی طرف۔ یہ شخص سید الفقرا اور جو امردوں کا جو امرد ہے اپنے سوز و ذوق میں اسے وہ لذت آرہی ہے کہ نہ معلوم واجد واصل کو بھی نصیب ہے یا نہیں۔ لے عزیز یہ شے ایسی نہیں ہے جس کی طلب میں کوئی نقصان یا خسارہ ہو۔ نقصان و خسارہ کا تو سامان ہی اٹھ گیا اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے۔ ایسی تجارت میں حسبِ قدر زیاں لے اسی قدر فائدہ بھی بڑھ چڑھتا ہے۔

بادل گفتم مرا بسر بردارو بن کو ختم است من ندارم سرو
دل گفت کہ این حدیث یہودہ گو : یاد بردارو کشند یا بردارو

ایسے حال و مقام میں وصل و ہم و خیال ہے اور دردِ اندوہ و فراق نقدِ حال۔ ایسے شخص کا خاتمہ بالآخر ہونا یہ ہے کہ اس وقت دم ٹوٹے جب کہ دیرپائے شوق و شورشِ جوش و شور میں ہوا اور اپنے بارگاہِ قدس و وصال کے دروازے ہی پر عشق کے اس موجِ در موج سمندر میں اسے غوطہ دیں اور اسی حالت میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا وہ اس

جہان سے رخصت ہو جائے۔ یہ ہوا تو بس اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ اللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
 الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی ان
 لوگوں کا راستہ جن کو تو نے نعمتیں عطا فرمائیں۔

اہل تحقیق کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں نہ دنیا و
 آخرت اور نہ دوزخ و بہشت۔ نہ کشف و کرامت۔ نہ زیادت و نقصان اور نہ رد و قبول
 کسی کی خبر نہیں ہوتی ہے۔

آجنا کہ منم نہ لاست نے جائے نعم زیر اکہ ہمہ یکے است افزونست نہ کم
 ایسا شخص فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہے اور ازل و ابد دونوں جگہ اللہ جل شانہ کی
 امان میں ہے لاتبقی ولا تذر اس کی صفت قرار پاتی ہے پھر ان اہل تحقیق میں ایسے
 بھی لوگ ہوتے ہیں جو تجلیاتِ قہر و جلال اور تجلیاتِ لطف و جمال میں کر و میں بدلتے رہتے
 ہیں۔ تجلی جلال یہ ہے کہ بندہ مالکِ حقیقی کی عزت و عظمت، ہیبت و کبریائی کی آج میں
 پتار ہے۔ تجلیاتِ قہر وہ ہیں جنہیں اگر صورت دی جائے تو مکروہات شرعی ستور و خر
 مار و کرشم، شیر و گرگ کی صورت میں نظر آئیں انہیں نعتِ قہر کہتے ہیں۔ تجلی جمال ان سب
 اشیاء میں پائی جاتی ہے جو بیخ و بن بصورت ہوں ناز و کرشمے، غنچ و دلال ان کی رگ
 رگ میں ہوں اور تجلیاتِ لطف لقائے یار و ایصالِ راحت اور اثباتِ کرامت میں
 پر تو افگن ہوتی ہیں۔ لیکن درحقیقت قہر و جلال بھائی بھائی اور لطف و جمال بہنیں بہنیں ہیں۔
 جلال جمال میں مندرج ہے اور جمال جلال میں مندرج ہے، ایسے خدا پرست کا حسنِ خاتمہ
 اس میں ہے کہ تجلی جمال پر سانس ٹٹے۔ ان تجلیات کو اختیار می نہ بکھنا۔ حضرت امیر المؤمنین
 اہم حسن علیہ السلام کا جب آخر وقت آیا تو روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسے مالک کے رب و
 جار ہوں جسے کسی نہیں دیکھا۔ اس بارگاہِ معلیٰ سے ہر وقت نئی تجلی ہوتی رہتی ہے اور
 بہت ڈر لگتا ہے کہ نہ معلوم بندہ کے آخری وقت وہ کس صفت پر تجلی ہو اور اس کے علم

نفسی میں کیا ہے کسی کو معلوم نہیں۔ ان تجلیات کی نہ نہایت ہے نہ بگرا اور نہ دو
شخصوں پر ایک سے تجلی ہوتی ہے۔

نہ دائم برچہ گرد و آخر میں کار مراد دل والہ و معشوقہ خود کام
تیسرا بیچارہ و مسکین وہ ہے جسے کبھی ایک جھلک سی دکھا دیتے ہیں اور کبھی بدوش
کر دیتے ہیں۔ کبھی پردہ اٹھا دیتے ہیں اور کبھی پردہ گرا دیتے ہیں، کبھی سلنے بلا لیتے ہیں اور کبھی بچھے پٹا دیتے ہیں، کبھی
باریابی عطا فرماتے ہیں اور کبھی دور باش کہتے ہیں، کبھی نوازتے ہیں اور کبھی گنازتے ہیں۔
یہ مسکین سوختہ افروختہ۔ ریختہ بیختہ۔ درد مند۔ مستمند عاجز و مسکین بیچارہ در ماندہ خوف و
ہیبت سے لرزتا رہتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ دروازہ بند کا بند رہے اور کہیں غیرت
میں آکر محبوب دور باش نہ کہہ دے۔ شب و روز اسی خوف میں رہتا اور آہ و بکا کرتا
رہتا ہے۔

تاچہ خواہد کرد بر من دو بد گیتی زیں دو کار
دست اور گردنم چا خون من در گردش

ایسے بزرگوار کا حسن عاقبت اس میں ہے کہ آخری دم تجلی ذات و عیال و صفات
پر نکلے مَبْتَنَاتِهِمْ لَنَا نَوْمَانَا وَ اَعْفُفْنَا لَنَا اِنَّا عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ،

ان کے علاوہ ایک اور شخص ہے جو اپنے آپ سے بیزار جان دن سے سیر
ہے۔ بس ایک اللہ جل شانہ سے لوگائے بیٹھا ہے کہ جس صفت پر چاہیں اسے
دیکھیں نہ کسی طرف نگاہ ڈالتا ہے۔ اور نہ رُخ کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کے
دوزخ ہیں، ایک ظاہر جس کے اندر رحمت ہے اور ایک باطن جس کے سامنے عذاب
ہے۔ بہشت بہشت اس کے سامنے نیست ہیں وہ نہ دوزخ کے پھیر میں ہے اور نہ
جنت کے۔ ایسے شخص کا حسن خاتمہ اس میں ہے کہ وہ اسی ایقان پر آخر دم تک جمائے ہے۔
اب آپ فرمائیے کہ آپ کون ہیں؟ کیا شے ہیں؟ کس صفت سے تعلق رکھتے

ہیں اور کس قماش کے ہیں؟ اور کس جماعت میں آپ کا شمار ہے؟ آپ کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ ایسے بے غم بیٹھے ہوئے ہیں کہ گویا فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

نیک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس نہ یک دیر لیخ کہ ہر دم ہزار بار دلخ
ان تمام حالات و مقامات کو سننے اور سمجھنے کے بعد یہ سوال کیوں نہیں کرتے
کہ آخر کونسا عمل کیا جائے جو حسنِ عاقبت کی امید ہو۔ یاد رکھو کہ بس ایک ہی عمل جو گو
نازک ترین اعمال سے ہے مگر بہت آسانی سے اکتساب کیا جاسکتا ہے۔ یعنی خطرات
کو دفع کروادہ توجہ میں یہاں تک استغراق حاصل کرو کہ سوائے خلائے عزوجل اور اس
کے حضور و شہود کے تمہارے دل میں غیر کے لئے گنجائش نہ رہے اور نفس کو یا وہ
گردی سے پاک و صاف کر دو۔ مختصر یہ کہ ایک نفس پاک اور دل متوجہ پیدا کرو۔
جس کسی کو یہ نعمت نصیب ہوگی اسے بیس میں سے انیس درجہ حسنِ عاقبت کی امید رکھنا
چاہیے اور ایک درجہ جو چھوڑ دیا گیا وہ تقدیرِ ازل کی رعایت سے چھوڑ دیا گیا ہے ورنہ
جب کہ تمہارا منہ سب طرف سے ہٹ کر خالقِ حیات و موات کی طرف ہو گیا ہے اور
اس کی منزل امن و امان میں تم نے اپنا رخت وجود رکھ دیا ہے تو پھر بس امید ہی امید رکھنا
چاہئے نا امیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

شانہ

غم عاقبت و دیدار الہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ جس طرح اپنے بندوں کی ذات کا خالق ہے اسی طرح ان کے افعال کا بھی خالق ہے اور یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بطنِ امِّه و الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بطنِ امِّه یعنی سعید اور شقی دونوں ماں کے پیٹ ہی سے سعید و شقی پیدا ہوتے ہیں تو یہ اللہ جل شانہ کے علم نفسی کی طرف اشارہ کرتا ہے، رہا واقعہ نفس الامری وہ یہ ہے کہ جو سعید ہے وہ غم عاقبت رکھتا ہے اور اس سے حسرت و مبرات ہی ظاہر ہوتے ہیں اور جو شقی ہے وہ انجام سے غافل ہے اور اس سے مہمیا ت و سنیات سرزد ہوتے ہیں۔ پس خدا گریبان میں منہ ڈال کر اپنے آپ کو دیکھو اور اپنے افعال پر نظر کرو کہ وہ کس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ و بہشت اور اہل دوزخ و اہل بہشت سب کی توضیح فرمادی اور تم بے غم و حرم بیٹھے ہو۔ یاد رکھو کہ عذاب کی چند قسمیں ہیں ایک عذابِ حسی ہے جسے سب کوئی جانتے ہیں مگر ایک عذابِ تنہائی و قلق و اضطراب ہے۔ دوسرا شہود و جمالِ رحمن سے محروم رہنے کا عذاب ہے۔ اسی طرح خیم بہشت ہیں۔ وہاں آرام و قرار ہے وہاں رب جل و علی کے جمالِ جہاں آرا کا ہر ساعت ایک نیا شہود بھی ہے یہ توضیح سنکر

لے ماخوذ از مکتوب نمبر ۴۲۲ خواجہ بندہ نواز گیسو دلاز وحی اللہ تعالیٰ عنہ بحضرت مولانا محمد معلم و بعضے یاران دیگر کجراتی۔

تہیں رغبت طلب تو جوتی ہے مگر حصول مقصد کے اسباب کہاں ہیں۔ اضطراب کہاں
چشم نناک کہاں، او سر دکھاں! ہائے۔ اس کلام میں درد مندی اور سوز و ساز کی طرت
ایسا فرمایا گیا ہے مگر ایسا شخص چاہیے جو کاراقتادہ اور گرفتار بنا ہوتا کہ اس کلام سے
کچھ ریزہ جینی کر سکے۔

ہمیشہ اپنے احوال کا تجسس و تفتش کرتے رہو اور اپنے مزید نفع و نقصان سے
غافل نہ رہو۔ اگر مقصود سے دامن خالی ہے تو خیر و در طلب ہی سے دامن پر کر لو، اگر
جو مفردوں کی طرح معرکوں میں حملہ آور نہیں ہو سکتے تو خیر مردوں کی طرح نعرہ ہی مارو۔ اگر
گر یہ نہیں آتا ہے تو خیر رونے والوں کی سی صورت ہی بناؤ۔

گریار نمی کند قبولت خود را بہ تتم یہ زلفت ابد
اگر کار بر عکس ہے تو ہی ہمت نہ ہارو اسی کے درد اڑے پر ڈھٹی دے کر بیٹھ
جاؤ۔ بت پرست کو نہیں دیکھتے کہ بیچارے کا محبوب گم ہو گیا ہے مگر ایک پتھر سے
صورت محبوب تماشا کر اپنے دہم میں محبوب ہی کو حاضر و شاہد تصور کر رہا ہے، تم بھی
کیوں نہیں ایک وجدان پیدا کرتے اور اپنے محبوب کو حاضر و ناظر جانتے، جس طرح
بت پرست پتھر کی صورت سے فیضیاب ہو رہا ہے تم بھی ضرور بالضرور اپنے تصور پر
سے مستفید ہو گے۔ درحقیقت اس تصور سے بھی ایک فیض پہنچتا ہے جو عالم حقیقت ہی سے
نازل ہوتا ہے۔ حسین منصور نے انا الحق کہا اور یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے سبحانی ما اعظم
شانی کہا۔ نہ وہ حق تعالیٰ تھے اور نہ یہ قات سبحانی لیکن آفتاب و ماہتاب حقیقت اور
شمع انوار الہیت کا ایک پر تو پڑا تھا جو ایسے کلمات بولنے لگے۔ اسی طرح کا ایک پر تو
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی پڑا تھا جب کہ طود پر چلی ہوئی، حضرت موسیٰ کی نظر
اس پر پڑی تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے مخمور و محو صحقا۔ جب ہوش میں
آئے تو کہنے لگے تبت الیٹ گو سے دیکھا نہیں اور عکس ہی عکس کے مشاہدہ پر ہوش

میں نہ رہے مگر جو ع اسی طرف کیا اور ہر شے کو دل سے دور کر کے اسی کے ہو رہے۔
 یاد رکھو کہ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو کیا ہوا وہ تو تمہیں دیکھتا ہے ان لم تکن
 تراہ فانہ یراک اگر تمہارا بھی وہم دوری دور ہو جائے اور قریب حقیقی کا تصور ہم
 جائے تو عجب نہیں کہ تم بھی اپنے دل کو ماسویت خالی کر کے اسی کے ہو رہو اور قریب
 الیث کے مصداق بن جاؤ۔ کسب یہی ہے اور راہ وصول یہی ہے یہی سنت اللہ ہے
 جو عام راستہ ہے اگرچہ اس کے علاوہ ایک موسیت کا بھی راستہ ہے۔ مثلاً تم نے کسی بھوکے
 کو کھانا کھلایا، پیاسے کو پانی پلایا۔ تمہارا یہ عمل قبول فرمایا گیا اور بارگاہ و باب اعطایا
 سے بلا کسب ایک نعمت نصیب ہو گئی تو بھی یہی تصور و تخیل دل میں متمکن کیا جائے گا اور
 اس سے فیض پہنچے گا۔

قیامت میں جب اہل جنت داخل جنت ہو چکیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ اور
 بھی کوئی آرزو ہے۔ وہ کہیں گے جس قدر ہم چاہتے تھے اس سے بہت زیادہ مل گیا۔ اللہ
 جل شانہ فرمائے گا کہ نہیں ابھی ایک تمام نعمتوں کی نعمت باقی ہے یعنی میرا دیدار یاد رکھو کہ
 معشوق خود عاشق کا خواہاں ہوتا ہے مگر اس کی غیرت یہ چاہتی ہے طلب عاشق ہی کی
 طرف سے ہو۔

یہ مسلم ہے کہ بندہ اللہ جل شانہ کو خواب میں دیکھ سکتا ہے۔ روپہ اللہ فی
 المنام جائزہ سب علما یہ پڑھتے اور جائز سمجھتے ہیں، حیرت تو یہ ہے کہ مسائل حیف و
 نفاس کی تحقیقات میں وہ اپنا زیادہ وقت صرف کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں مگر
 رویت محبوب کا اندوہ کبھی انھیں بے قرار نہیں کرتا اور اس آرزو میں سوتے وقت کبھی
 آنکھ نہیں موندتے، نہ آہ سردان کے منہ سے نکلتی ہے اور نہ ایک آنسو ان کی آنکھ سے
 ٹپکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فوائد ۳، ۴، ۵

انوارِ غیبی - طلبِ محبتِ الہی کے بیان میں

جب آئینہ دل طبیعت کے زنگ اور بشریت کی ظلمت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس میں انوارِ غیبی کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ شروع شروع میں یہ انوار تجلی کی چمک کی طرح آتے جاتے ہیں پھر جتنی جتنی قلب میں صفائی بڑھتی جاتی ہے ان میں قوت آتی جاتی ہے اس کے بعد چراغ شمع اور آگ کے شعلوں کی طرح یہ چمک نظر آتی ہے۔ یہ سب ارضی انوار ہوتے ہیں جن کے بعد ستاروں چاند اور سورج کی چمک کی طرح کچھ انوار نظر آتے ہیں۔ یہ علوی انوار ہوتے ہیں۔ ان میں کبھی کبھی ایسی روشنی ہوتی ہے کہ ہزاروں چاند اور سورج ان کے آگے ماند ہوتے ہیں۔

جو نور کہ بجلی کی چمک کی طرح ہوتا ہے وہ اکثر و بیشتر حضور اور نماز کی برکت سے ظاہر ہوتا ہے اور جو چراغ و شعل کے نور کے مانند ہوتا ہے وہ یا تو ولایتِ شیخ یا نبوتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے رونما ہوتا ہے۔ تمذیل یا مشکوٰۃ کی طرح جو نظر آئے تو وہ بھی یہی نور ہے لیکن جو نور کہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کے مانند ہوتا ہے وہ روحانیت کا نور ہے، جس قدر دل میں صفائی ہوتی ہے اسی قدر اس نور میں تابش ہوتی ہے۔ اگر ماہ تمام نظر آئے تو سمجھنا کہ آئینہ دل صاف ہو گیا جتنی چاند میں کمی ہوگی اسی قدر صفائی قلب

۱۵ ماہ خرداد مکتوبات (۳۰۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما قاضی علم الدین بہار چچی کے تلم ہیں۔

میں کی ہوگی اور اگر سچ نظر آئے تو سمجھنا کہ یہ روح کے نور کا عکس ہے اور اگر وہ ذل ایک ساتھ نظر آئیں تو گریبا قلب صومع دونوں منہ میں لیکن قدر روح الہی تک حجاب میں ہے صورت خورشیدی ایک حجاب کی دلیل ہے وہ نہ قدر روح بے شکل و بے صورت ہے۔ کبھی کبھی صفات خداوندی کے انوار بھی ان حجابات روحانی و قلبی کی آڑ میں لہجھا لگن ہوتے ہیں۔ یہ انوار خود بتاتے ہیں کہ کس علم کے ہیں۔ جان میں ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور یہی ذوق ان کی معرفت کی طرف رہنمائی کرتا ہے بالفاظ میں یہ شے ہوا نہیں ہو سکتی صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ صفات جمال کے انوار متور کر دیتے ہیں اور صفات جمال کے انوار میں سوزش ہوتی ہے۔ یہ حرق ہوتے ہیں نہ کہ مشرق، اگر تمہیں یہ انوار کچھ نظر نہ آئیں تو بھی روا ہے مزے کرو۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب دل پورے طور پر مصفا ہو جاتا ہے تو بمقتضائے سَدْرُيْهِمْ اَيَاتِنَا فِي الْاَحْكَاقِ وَرِجِّ اَنْفُسِيْهِمْ اِذَا رَاوْا اَيْدِيْهِمْ اَنْذَرُ نَظَرِ ذَالْتَا هِيَ تُوَا سَبَّحْتَ هِيَ سَمِيْحَةٌ نَظْرًا تَا سَبَّحْتَ اور اگر باہر نظر ڈالتا ہے تو بھی سب حق ہی حق نظر آتا ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا نور مبارک روح کے نور پر عکس لگتا ہوتا ہے اور مشاہدہ بھی ذوق کے ساتھ ہوتا ہے لیکن جب بغیر روحی و قلبی حجاب کے نور حق تعالیٰ مشہود ہوتا ہے تو بے رنگی و بے کیفیت ہے جیسا کہ حدیث اور بے مثل نمایاں ہوتی ہے۔ تسک تکمیل کا لوازمہ ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں طلوع ہے نہ غروب نہ یہیں ہے نہ زیادہ نہ فون نہ تحت نہ مکان نہ زمان نہ قرب نہ بعد نہ شب نہ روز نہ عرش نہ فرش اور نہ دنیا نہ آخرت۔ یہاں ہینچ کر ظلم ٹوٹ جاتا ہے زبان گنگ ہو جاتی ہے عقل ضبط اور فہم علم گم ہو جاتے ہیں۔ دیکھو عجب و خود بینی سے بھاگتے رہنا۔ مقام بعد میں وہ کر حسرت نایافت میں گلنا بہتر ہے مگر مقام قرب میں ہینچ کر عجب یافت میں مبتلا ہونا بہتر نہیں اس لئے کہ عجب مقدمہ زوال ہے خبر وار اس مقام کی روحی اور انسانی سے خاطر میں

کوئی فتور و غفور پیدا نہ ہونے پائے کہ تم چھوڑ چھاڑ کر راہِ فرار اختیار کرو۔ یہ خوف صرف دیکھنے اور کہنے میں آتا ہے درحقیقت مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔

نوسیدی کسی حال میں جائز نہیں۔ یہاں کار بے علت ہے۔ بہت سے ایسے ہوئے ہیں جنہیں بت کے سامنے سے اٹھا کر طرفتہ العین میں حتیٰ کہ بت کے سامنے سجدہ گاہ ابھی گرم ہی تھی کہ انہیں تمام ملک و ملک سے اتنا آگے پہنچا دیا ہے کہ جن و انس و ملک انہیں لوٹانا چاہیں تو کچھ نہ کر سکیں اور حیران رہ جائیں اور کہیں ان کا نشان بھی نہ پائیں اور کہیں کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ملتا ہے کہ کار ساز حقیقی فعال لہا یریلہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ کوئی اس سے جواب طلب کرنے والا نہیں۔ اس بارگاہ میں نہ چون و چرا کی گنجائش ہے اور نہ سبب و علت کو دخل ہے۔

لے برادر حق تعالیٰ تمہیں اپنا طلب گار بنائے۔ وہی صاحب دولت کی ہنہنہا اور حرج ہے شروع ہی میں الست برسکم کا تم سے عہد لے کر اسی نے تمہاری طہنیت و معایت اور ذرۃ انسانیت پر اپنے نور کی بادش فرمائی اور جرۃ جام الست پلا کر تمہیں ایسا مزہ چکھا دیا کہ وہ کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔ اسی مزے میں تمہاری حیات ہے۔ وہ نور مبارک ہمیشہ اپنے مرکز اور معدن کی طرف رجوع ہوا کرتا ہے اور اس عالم سے الفت نہیں رکھتا۔

عشاق تو از ازل چوست آمدہ اند سرست زباده الست آمدہ اند

پرمانہ صفت عشاق بڑے جا نہار ہوا کرتے ہیں۔ روز الست ہی ان کی گردن میں جذبہ الوہیت کی کند ڈال دی گئی ہے اور اب تو پر وبال لا کر سر اوقات جمال اور شمع جلال کے گداگناتی پروا کرتے نظر آتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ من تقرب الی شبراً تقرب الیہ ذمراً ایک جذبہ حق نے جس کی شان یہ ہے کہ جذبہ من جذبات الحق تو انہی عمل الثقلین انہیں کنار وصل تک پہنچا دیا ہے اور یہ آواز آرہی ہے کہ تو کب تک ہماری ہوائی ہویت میں ان پر وبال سے

طیرانی کرتا رہے گا۔ اب آشیانہ والذین جاہدوا فینا میں قرار لے گا کہ
سنت لہدینہم سبیلنا کے مطابق اپنے اوار کے شعاع سے ہم ایسے پر وہاں
کرامت فرمائیں کہ سر یہدی اللہ لہوہ من یشاء تجھ پر مکمل جائے۔

اے ہزار زینہار بدول نہ ہونا کیونکہ ہوائے لطف چل رہی ہے اور وہ آفتاب لوگوں
ہی کی تلاش میں رہتی ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ سات سو ہزار برس تک سجادہ
اطاعت کے سالکوں اور خاتقاہ عصمت و صلاحیت کے تکیہ نشینوں نے حاکم عزت سے
کمر کو سہارا دے کر یہ کہنا مشروع کیا تھا کہ "کار ما داریم" ہم نے خدمت کی ہے کہ ناگاہ
باو لطف چلنے لگی اور آب و خاک کے ڈھیر کو جو قدموں تلے پڑا ہوا تھا کھڑا کر دیا اور
ننادی کہ اتی جاعل فی الارض خلیفہ ملائکہ نے عرض کیا، میں اس کے فتنہ و فساد
بھیلنے کی طاقت نہیں ارشاد ہوا لیس فی الحب مشاومہ ہمیں اس سے الفت و
محبت ہے اور الفت و محبت میں کسی مشورہ کی ضرورت نہیں۔

باتو چہ گویم کہ تو مجسوں نہ

تمہارے ورد و ازے پر نہ بھیں تو تم رو کر دینا۔ تمہارے ہاتھ فروخت کریں تو تم مت خریدنا۔
ایسے جان برادر طلب میں محکم و مستقل رہو۔ اس راہ میں اپنے گناہوں پر نظر ڈالنا اور
یا اس ہوتا نہایت بڑا کام ہے مگر ان میں مبتلا ہونا بھی سخت شیخ ہے۔ جس کسی سے عداوت
ہوتی ہے تو فامنی سے ہوتی ہے۔ یہ بھی سمجھ لو کہ دشمنی خود جلی سر پر رکھ کر یہ کام کسی سے
نہیں ہو سکتا خود اپنے باپ حضرت آدم علی نبیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو چلنے کی بجائے
ہی ہوتی تھی کہ آنکھ کھلتے ہی جمال عشق پر نظر پڑتی ہے۔ یہ نگاہ عشق جہت میں ہی نہیں رہتی
لینے نہیں دیتی۔ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ قدم جو مسافرانہ اور سالکانہ ہے یہ جہت میں رہ کر قرار بندش
نہیں رہ سکتا اور عشق و محبت کا یہ مہر جو خارج جہت میں ملا ہے وہ تلخ کا باہر نہیں آ سکتا۔ جس
الف کے مانند عطا ہوا ہے اسی طرح ہمیں آزاد رہنا چاہیے۔ علل و ایباب اور شرم و خجندیہ

کو آگ میں جھونک دینا چاہیے۔ یہ لکھرا ایک عاشقانہ لغزہ مارتے ہیں اور لیک کہہ کر
ہشت بہشت کو وداع کرتے ہیں، جب تک جنت میں رہے تاج برسر و خلعت در بہترین
بارگاہ کی طرح رہے۔ جب وہاں سے نکل کر عشق و عاشقی کی راہ اختیار کی تو ستر عورت کے
لئے بھی درخت کے پتوں کے سوا کچھ نہ ملا مگر آدم کے ذرہ ذرہ سے یہ لغزہ عشق بلند تھا۔
اے قبلہ حقیقی بنائے رُخ کہ مارا بگرفت دل بکلی زیں قبلہ مجازی
ہاں بہشت کے درختوں کے زیر سایہ عشق کے سبت کے سحر نہیں کی جاسکتی اس کے
لئے شامستانِ ابلہ میں گھر بنا چاہئے اور دیرستانِ بلا میں عمر بسر کرنی چاہئے۔ محبت میں
بلا ایسی ہی ہے جیسے کہ دیگیں نک۔ بغیر اس کے مزہ ہی نہیں معلوم ہوتا۔

جو صاحبِ جمال کہ اپنے عشق پر ناز کرتا ہے وہ داؤدِ جمال نہیں دیتا۔ داؤدِ جمال
دنیا تری ہے کہ کل جب یہ خطاب آئے کہ ہماری طرف نظر کر دتے کہے کہ ایسے جمال مبارک
پر مجھ جیسے کا نظر ڈالنا! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہاں میری نظر کہاں یہ جمال جہاں آلا
لے برادر جس روز کہ بساطِ محبت پھاتے اسی روز تمام مرادوں کو آگ لگا دے۔
ساکب اول حضرت آدم صلی صلوات علیہ لے سو برس خون جگر منہ پر ملا۔ حضرت نوح جیسے
برگزیدہ بارگاہ کے جگر پر یہ تیر بڑا کہ انہ لیس من اہلک خلیل اللہ جیسے پیغمبر پر جسے
خلعتِ خلعت عطا ہوا تھا مردِ طاعی کو مستط فرمایا گیا۔ یوسف علیہ السلام کو مصر کے بازاروں
میں چار سو پیرا کر غلاموں کی صف میں کھڑا کر کے چند کھوٹے دے دیے اور یہ بیچ ڈالا۔ زکریا کو
آرہ سے دو پارہ کیا۔ ایوب کو ساہا مرض سرطان میں مبتلا رکھا۔ حضرت موسیٰ جیسے کلیم اللہ
کرن ترائی کا چر کا لگایا۔ یہ سب کچھ عشق و عاشقی میں سزاوار ہے اور ہوا کرتا ہے۔
حسن باقاعدہ جو راست بنامی دہم باکہ کر دی کہ بہ مسود و فنا خواہی کرد
اے برادر ہی مقصود ہونا چاہئے۔ مرد کو چاہئے کہ یہ کہے یا جان جائے یا
مقصود ہاتھ آئے سے

یاد دست آدیم سرے یاد اندازیم سرے یا بکام دشمنان گرویم یا سلطان شہیم
یہ مقصود گوہر شب چراغ ہے اور اس کی قیمت اسی لئے زیادہ ہے کہ یہ موتی دریائے
خونخوار کی موجوں میں مٹتا ہے۔ اس گوہر نایاب کے لاکھوں طالب ہوتے ہیں جو اس
کے لئے جان فدا کرتے اور قہر درد یا میں سر کے بل جاتے ہیں کہ کہیں سے اس کی ہلک
اور خوشبو ہی مل جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص غافل داریہاں قدم رکھے بھد
ہزار بجز جلال کی پھلیاں منہ کھولے منتظر ہیں کہ اگر کوئی غفلت و تردامنی کرے تو اسے
نگل لیں تاکہ اس کے آنے جانے کا کسی کو پتہ ہی نہ لگے۔ کوئی غافل جب اس سمندر میں
تردامن رہ کر قدم رکھتا ہے تو وہ عین ہنگام قہر دریا ہے جلال جو اس بارگاہ کا دربان
ہے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا تو شاید مجھے نہیں جانتا۔ میں وہ ہوں
کہ آسمان اول کے مکان مجھ سے تسبیح کے آداب سیکھتے تھے اور آسمان دوم کے مکان
مجھ سے تہلیل کے آداب حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح تمام دیگر آسمانوں والے میرے
لئے مسند درس و تدریس بچاتے تھے لیکن میں نے ان سب دولتوں پر لاش ماری اور
لعنت کا قشقہ پیشانی پر کھینچ کر شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گلی میں آ بیٹھا کہ کسی تو وہاں
کو یہاں دھنسنے نہ دوں اب تو اگر جانا چاہتا ہے تو اخلاص کا تاج سر پہ رکھ اور چلا جاوے
میرے شکار بند میں تیری جگہ ہے۔

اے برادر یہ عین کسی ایسے غیرے کم ہمت کینہ خلت کے لئے اپنی جگہ سے
جنش بھی نہیں کرتا۔ بڑا مغرور اور ہٹیلہ ہے۔ جب تک کہ کوئی حدیق اس ملک میں قدم
نہیں رکھتا اور کوئی اصلی پاکیزا دھر نہیں آتا یہ عین اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کرتا۔

فتاویٰ

غفلت سے بچنے کے بیان میں

ایک گلشن تاب بادشاہ کے جمال جہاں آرا پر عاشق تھا۔ بادشاہ کو بھی اس کا علم تھا۔ ایک روز اس کی طرف سے بادشاہ کا گزر ہوا۔ عشق کی خلش اندر چھیڑ کر رہی تھی۔ بادشاہ نے باوصف علم دولت و سلطنت گلشن تاب کو دیکھنے کے لئے اس کے مکان پر نظر ڈالی مگر وہ حاضر نہ تھا یہ نظر جب خالی گئی تو بادشاہ خجالت سے عرق عرق ہو گیا۔ پس اے غافل دعویٰ عشق مت کر یا تو اسی کا ہورہ۔ حاضر باش بن اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل مت ہو یا پھر لاف زنی نہ کر۔ مردِ حازم بن اور احتیاط برت۔ تو نہیں جانتا کہ ایک مینا د ایک تالاب پر سے گزر رہا تھا۔ وہاں اسے کچھ مچھلیاں نظر آئیں۔ اس نے کہا آڈان کا شکار کریں۔ کچھ مچھلیاں جو محتاط تھیں مار گئیں اور پہلے ہی سے بھاگ گئیں۔ جو غافل تھیں وہ جال میں پھنس گئیں۔ حرم سے انھیں کو فائدہ ہوا جنہوں نے غفلت نہیں کی تھی۔ پس بندہ کو بھی چاہیے کہ غفلت کو راہ نہ دے ورنہ دشمن کے پھندے میں پھنس جائے گا اور ہلاک ہوگا۔ یاد رکھو مخبر صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور کھوٹا کھرا، غافل و حازم سب ظاہر ہو جائیں گے لیکن قبل اس کے کہ قیامت آئے خدائے عزوجل نے دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے۔ یہ دنیا عروہی بیوفا اور فریبندہ لالقا

۱۵ ہوزاز کتوب نمبر (۱۵) خواجہ بندہ نواز گیسو داز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعض مریدوں کے نام ہے۔

ہے۔ مردِ قائل و حازم کا شیوہ یہ ہے کہ اس طرف مہنک نہ ہو اور حق الحقیقت ہی کی طرف نظر رکھے اور زہد اختیار کرے۔ زہد ہی یارِ باوقا اور ہمیشہ یارِ صفا ہے، پس اگر مذہب حزم و زہد اختیار کرے گا اور اپنے خالق سے ایک لمحہ کے لئے بھی قائل نہ ہوگا تو بس کامیاب ہوگا۔ فقد فنا فوزاً عظیماً اور اگر اس کے برعکس ہے تو پھر اس کی ہلاکی و گرفتاری لازمی ہے۔ (عاذنا اللہ منها۔)

فتاویٰ

عقل و عشق و اتباع شریعت و ہونے کی علیحدگی کے بیان میں

عقل مردوں کے لئے ایک بیش قدر چیز ہے مگر عشق وہ شے ہے جو بڑے بڑے
قہے اور پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیاں آنا فنا میں فتح کر دیتا ہے۔ عقل کہا کرتی ہے
کہ خطرہ میں مت پڑو مگر عشق کہتا ہے کہ تم پرواہی نہ کرو۔

یہ عشق ہے اور یہ عقل، جن کی صفات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بیان فرما
رہے ہیں اور بڑے بڑے لوگوں کا بھی یہی قول رہا ہے۔ عشق ایک سرحر فی لفظ ہے جس
میں کوئی حرف علت نہیں۔ پس عشق جیسا ظاہر لفظ میں ہے ویسا ہی باطنی معنی میں علت
سے خالی ہے۔ عشق کو علت سے کیا تعلق، جیسے کہ دیوانہ کو اس کی دیوانی حرکتوں سے
پہچانتے ہیں اور شاعر کو اس کی ترکیبوں اور اشعار سے اسی طرح عاشق کو اس کے احوال
سے شناخت کرتے ہیں۔ جنہوں سے کسی نے کہہ دیا کہ لیلے مرگئی۔ بوجہ بنسبت عشق اس
کے دل پر ایک تیر تو لگا مگر وہ لیلے کے دروازہ پر آکر لیٹ گیا گویا کہ قیلو لہ کر رہا ہے۔
اس کی لیلے نہیں مری تھی اس کے فکر اور اندیشہ میں وہ اسی کے پاس موجود تھی۔ اسی طرح
تم بھی فکر و اندیشہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو، درحقیقت تمہیں بھی ایسا ہی نظارہ نصیب ہو گا۔

انگاہ کہ مرد شوی زینہا خیزی

تا چند لایہ این دآں آویزی

لے ماخوذ از مکتوب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو بعض مریدوں کے نام ہے۔ ۱۰۔

یعنی اسے دل تو کب تک این و آن میں مبتلا رہے گا جب اس سے دست بردار ہو کر صرف اسی کے واسطے الگ کھڑا ہو جائے گا تو اس وقت تو مرد ہوگا۔ قیامت میں جب حشر کا میدان ہوگا تو عشاق مستانہ وار خوش خوش نظر آئیں گے عقل کا اس وقت کہیں ٹھکانہ نہ ہوگا۔ جمال اذلی طالب اپنے محبوب کی طلب میں ادھر ادھر تلاش میں ہوگا کہ ناگاہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تجلی جمال فرمائے گا۔ اس گرفتار و مبتلائے عشق پر جس خیال میں کہ وہ ہوگا اسی کے مطابق جمال کی تجلی ہوگی پھر اس کی حالت ہو جائے گی جو ہو جائے گی۔ میں نے ایک طالب ماضق کو اپنے کانوں یہ نالہ و زاری کرتے سنا ہے کہ الہی اس ذات مقدس کو جو کہ عزت و کبریائی کے پردوں میں مستتر ہے، اپنے لطف و کرم سے مجھے ایک نظر دکھا دے پھر اس کے بعد دوزخ کے ساقیوں طبقوں کو مجھ پر بھونک دینا کچھ پروا نہیں۔ میں نے اپنے حضرت پیر و مرشد کو یہ رباعی بار بار پڑھتے سنا ہے۔

صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ وردے سازم زرد تو ہر روزہ

زنبیل بدست دل دیوانہ و ہم آازدر تو درد گست و دیوزہ

یعنی ماسوائے اللہ سے دل کو پاک و صاف کر کے اور ایک فیروزی رنگ کا خرقہ پہن کر فیروزی کی صورت بنا کر روز تیری عشق و محبت کا راگ گاتا رہوں اور اس دلوانے دل کے ہاتھ میں ایک جھولی دیدوں کہ تیرے درد از سے پر ڈھٹی دے کہ عشق و محبت کی بھیک مانگتا رہے۔

اب عقل کی شگوفہ کاری دیکھو۔ حزم و احتیاط اس کا جزو ہے۔ اس حزم نے پھلیوں کو جو حازم تھیں کیا فائدہ پہنچایا۔ ماہی گیر اپنا جال ٹھیک کر رہا تھا کہ حازم پھلیاں بیڑ گئیں اور وہ وہ صفت بن گئیں۔ صیا و نے گندہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ پس تدبیر کو جو تقدیر کے

سے یہی حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز۔

ساتھ ہم رشتہ ہے ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے رہا اگر کوئی شخص بے خود ہو اور ایک طرح کا نشہ اس پر سوار ہو تو اس پر کوئی جواب دہی نہیں جتنی کہ ایک مثال ہے کہ ایک شخص تھا جو موہیز کی شراب تیار کر کے بہت سی پی گیا۔ جب نشہ غالب ہوا تو اسی ترنگ میں ایک مردہ عورت کو سمجھا کہ اس کی عروس ہے۔ یہ سب مستی و بے خودی کی کیفیتیں ہیں مگر وہ دیوانہ جو اپنے سے بے گانہ اور محبوب سے یگانہ ہے اس کی شان اور ہے

ہاں اے دل دیوانہ بخرام بی خانہ کاندرخم و پیمانہ تنہا ہمہ او ویدم
 کہا جائے گا کہ یہ سب حکایتیں بے اہل اور موضوع ہیں ہاں ہوں گی۔ مگر جو معنی ان میں ہیں انھیں دیکھنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی فرد بھی اس عالم میں جناب باری تعالیٰ کے فیضِ احدیت سے خارج نہیں۔ ہر مخلوق اپنے نفع اور ضرر پہنچانے والے کو جانتی پہچانتی ہے اور سب اس آیتِ پاک کی تفسیر معلوم ہوتی ہے اعطی کل شی خلقہ ثم ہدیٰ ایک حکایت ہے کہ چوہوں میں ایک بادشاہ ہوتا ہے سب سے زیادہ موٹا تازہ، تمام چوہے دور دور جا کر چرتے ہیں لیکن یہ ایک معزز مقام پر رہتا ہے اور سب اس کے سامنے دانہ چارہ پیش کرتے ہیں اور جب یہ بڈھا بیکار ہو جاتا ہے تو مار ڈالتے ہیں۔ یہ ایک نظام ہے۔ آخر یہ کہاں سے آیا؟ یہ اسی فیضِ احدیت کا نتیجہ ہے یعنی اعطی کل شی خلقہ ثم ہدیٰ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اندھا۔ آبادی سے بہت دور رہتا ہے جنگل سے بستی کے اندر بعض باغوں میں آتا ہے۔ اور وہاں کی بعض اشیاء پھول پتی سے آنکھیں ملتا ہے اس سے اس کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ یہ کس نے اسے سکھایا کہ تیرے لئے یہ شے نافع ہے۔ یہ سب اسی فیضِ باری ششم کی شگوفہ کاریاں ہیں۔ ان پھیلوں نے جو حازم نے تھیں ماہی گیر کو دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنا شروع کیا اور ماہی گیر نے جب جال ڈالا تو اس میں آگینیں اور پھسکر ہلاک ہوئیں۔ انھوں نے بھی اپنے ضرر کو دیکھ لیا تھا مگر چونکہ عقل سے کام نہ لیا اور حزم نہ

رہا اس لئے ہلاک ہوئیں۔ یہ تدبیر کو تقدیر سے ہم رشتہ نہ کرنے کا نتیجہ تھا۔ ان کہانیوں
 سے سبق حاصل کرنا چاہیے اسے دوستوں کے بھائیوں وقت کے یکایک آجائے اور تقدیر
 کے دفعہ ظاہر ہو جانے سے غافل نہ رہو ایسا کہ عن حجامۃ الاجل وبعثۃ
 التقدير میں نے بہت دیکھا ہے کہ لوگ غفلت میں سوتے کے سوتے رہ گئے ہیں
 اور تقدیر کا نکھایا یکایک ان کے سامنے آ گیا ہے۔ اب ایک حکایت اور سنو، طیفور شامی
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نور حضور اور اللہ جل شانہ کی شان بندہ نازمی اور تربیت شکر گزاری
 سے کافی سہ ماہ تھا ایک بار ان پر فیض قدسی کا دروازہ کھلا تو اتناں کیا اللہم ارحمہنی
 واخفونی۔ الہی مجھ پر رحم کر اور بخش دے۔ حضرت عزت تقدس و تعالیٰ سے ندائے
 بے صورت آئی کہ اذہب فقد غفرت لک جاہم نے تجھے بخش دیا۔ طیفور رحمۃ
 اللہ علیہ کے لئے یہ فرحت و انبساط کا وقت تھا اور ادھر در فیض و بخشش و اتھا، دعا کی
 الہی سب کو بخش دے۔ ارشاد ہوا "بخش دیا" اب بے باکی دکھلاتے ہیں اور عبودیت
 کے مقام سے قدم اٹھا کر مقام فقر و فقر میں قدم رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اب میں کو بھی بخش
 دے۔ اس پر ڈانٹ پڑی کہ وہ آتش ہے۔ آتش کی تاب لا سکتا ہے، تو خاکی ہے۔ اپنا
 غم کھا دیکھو فضولیات میں پڑنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تم اس سے بچتے رہو۔ میں نے چند
 سالکان عارف اور خانی اللہ کو دیکھا ہے کہ ان کے بعض کلمات سے اسلام کو نقصان
 پہنچا ہے مثلاً مولانا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور
 شیخ محی الدین ابن العربی وغیرہ ان سے بعض مسائل میں ایسے کلمات قلم سے نکل گئے ہیں جن
 سے اسلام کو نقصان پہنچا ہے یعنی عوام ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اور بہک جاتے ہیں
 اے عزیز اب سچے طالب نظر نہیں آتے اور مجاہدہ و ریاضت اور مواجب و بنداری باقی
 نہ رہی۔ زمانہ خراب ہے حقیقت کو جاننے والے نہیں رہے۔ اتحاد میں کا صوفی ذکر کیا
 کرتے ہیں یہ نہیں ہے کہ دو وجود ایک ہر جائیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ، یا یہ کہ

ساک ہلاک و فنا ہو جاتا ہے۔ بمصداق کل شی حالک اکا وجہ محمد حسین بھی
 اسی خیال میں تھا مگر جب حقیقت ظاہر ہوئی تو پردہ اٹھ گیا۔ شریعت غزا کو جسے
 صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنی محنت و مشقت سے رائج کیا تھا ایسے
 کلمات سے حک نہ کرنا چاہیے یہ مناسب نہیں اللہم اللہ بنا رشدنا و ارزقنا
 اتباع حبیبک و نبیک و صفیک برحمتک یا ارحم الراحمین۔
 اتباع شریعت ہی میں سلامتی ہے، ہاں مگر عشق یہ ایک دوسری ہی شے ہے۔

عشق آمد و حسنا نہ کرد تاراج مائیز ہنسیم دل بہ تاراج
 مجنوں ہر نماز عصر کے وقت متانہ و والہانہ جو عاشقوں کی رفتار ہے کونے لیلے
 میں آتا اور جہاں لیل رہتی تھی اس کی کھڑکی کے نیچے جا کر ایک پتھر پر لیٹ رہتا۔ لیلے
 کی نظر بھی اس پر پڑتی۔ رقیبوں کو بُرا معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ شخص مار بیٹ سے
 نہ ملنے گا آؤ پتھر کے نیچے آگ جلائیں اور اسے خوب گرم کریں، جب مجنوں لیلے گا تو
 اسے حال معلوم ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اُدھر وہ دیوانہ فرزانہ، از خویش بیگانہ
 اپنے وقت پر آیا۔ پتھر پر جو ہمہ تن آگ ہو گیا تھا بیٹھا اور لیٹا اور جل مچن گیا اور
 بدن سے دھواں نکلنے لگا۔ رقیب دُورے کہ ارے دیوانے تو جل گیا۔ اس نے
 کہا تن جل گیا تو کیا ہوا دل عرصہ ہوا کہ جل مچن چکا ہے اس سر و قد لالہ رنج پستہ لب سے
 اس کے سوا اور کیا حاصل ہے

حاصل عشقش سے سخن بیش نیست سو ختم و سو ختم و سو ختم
 ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام سے اللہ جل شانہ نے اپنے دوستوں کی تعریف
 کی کہ ہم نے بارہا ان کے دل پر بلائیں نازل فرمائیں مگر وہ ان سب کو اس طرح
 پی گئے جیسے مصری کے گھونٹ اور ان بلاؤں پر فخر و ابہتاج کرتے تھے۔ حضرت
 داؤد علیہ السلام کے دل میں بھی ایک جوشش آیا اور عرض کیا کہ ایک بلا مجھ پر بھی نازل

فرما۔ بارگاہِ عزت کے پردے سے ندا آئی کہ تمہیں اس کی طاقت نہیں کہ ہمارے بیگان کے زخم کو سہ سکو، مگر حضرت داؤد علیہ السلام نے استدعا کی چنانچہ درخواست قبول ہوئی اور ایک امتحان میں ڈالے گئے۔ قصہ یہ ہے کہ ایک روز وہ بیت المقدس میں بیٹھے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا جس کا جسم زبرخاںص کا ادب و سنج مردارید کی تھی پاس نظر آئی آپ نے جلدی سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے ایک کھلونا ہاتھ آئے گا۔ مگر چڑیا اچک کر آگے گئی۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو وہ زمین پر پہنچ گئی حضرت داؤد علیہ السلام اٹھے اور اس کی طرف چلے وہ اور اچکتی ہوئی بالاخانہ پر پہنچی۔ آپ بھی پیچھے پیچھے گئے وہاں کھٹے پر ایک مکان کا منظر نظر آیا کہ صحن بام پر ایک عورت ناہ پیکر، سر و قد، پست لب، باوام چشم ہنارہی ہے۔ غیر مرد کو دیکھ کر اس نے سر کو جنبش دی اور بالوں کا جوڑا کھل کر سانس جسم پر آگیا اور لے لے گئے بالوں سے تام بدن چھپ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل پر عشق کا ایک تیر لگا اور آہ سرد کھینچ کر بیٹھے گئے۔ یہ اور یا کی بیوی تھی جس کو آپ نے جہاد پر بھیجا چنانچہ وہ میدان جنگ مارا گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔

اسی قصہ کو اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ڈو شخص جھگڑتے ہوئے آئے ایک کہتا تھا کہ اس کے پاس تین تازے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے پھر بھی اس نے میری ایک بھیڑ پھینک لی حضرت داؤد علیہ السلام کو اس سے تنہا ہوا اور بارگاہِ الہی میں توبہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ فَخَرَّتْ سَاجِدًا وَاثَابَ۔

یہ ہیں عشق کی کارستانیاں

عشق آمد حسانہ کرد حسانی

برداشتہ تیغ لاد بالی

کسی کا شہ ہے سے

من از عشق تو خون خوردن گرفتسم

تو دیر می زسی که من مردن گرفتسم

یعنی تیرے عشق میں خون جگر کھانے لگا ہوں خدا تیری عمر دراز کرے میں لے اب
جان ہی دیدینے کا قہد کر لیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر لکھ کر
فرماتے ہیں کہ اے احمق یہ کہاں کی شکایت و حکایت نکالی۔ مرنا چاہتا ہے تو مر جا۔
ابدی عمر نصیب ہوگی۔ قیس عامری کی یہ دعا یاد رکھ سے

یارب تو مرا بروئے یلی

ہر لحظہ بدہ زیادہ میلی

اللہم زد فزد

فتاویٰ

ذکر و معائنہ و مشاہدہ کے بیان میں

زبان سے ذکر کرو تو وہ لقلقہ کہلاتا ہے اور دل سے ذکر کرو تو سو سوہ دل کے ذکر کو ذکرِ خفی کہتے ہیں۔ اس میں دل ہی دل میں ذکر کر کے دل پر ضرب لگاتے ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک میں ظاہر کی رعایت کرتے ہیں یعنی گو ذکر دل ہی دل میں ہوتا ہے مگر ظاہر میں بھی جسم کو کچھ حرکت دی جاتی ہے اور دوسرے میں ظاہر کی بالکل رعایت نہیں کرتے یعنی ظاہر جسم کو کوئی حرکت نہیں دیتے صرف حس کے ساتھ دل پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ اس میں بہت اثر ہے۔ پھر ایک ذکرِ رُوحی ہوتا ہے جسے مشاہدہ کہتے ہیں یعنی ذکر کرتے وقت ذکر سمجھتا ہے وہ حضور میں ہے اور سامنے بیٹھ کر ذکر کر رہا ہے۔ اسے ذکرِ رُوحی اس لئے کہتے ہیں کہ رُوح اسے دیکھتی ہے اور اس ذکر کے ساتھ خود بھی ذکر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ذکر ہے وہ ذکرِ سیر کہلاتا ہے جسے معائنہ کہتے ہیں۔ معائنہ اور مشاہدہ میں فرق ہے۔ مثلاً ایک شے کو صبح تڑکے دیکھو، پھر اسی کو دوپہر کو دیکھو۔ ان دونوں اوقات کے دیکھنے میں بہت فرق ہوگا۔ صبح کے وقت جھٹ پٹا سا ہوتا اور کچھ اندھیرا باقی رہتا ہے لیکن دوپہر کو سورج کی روشنی ایسی جگمگاتی رہتی ہے کہ کوئی شے چھپی نہیں رہتی۔ مشاہدہ یعنی اوقاتِ صاف نہیں ہوتا کبھی اس میں ہلکا سا حجاب ہوتا ہے۔ اور کبھی واضح تر اور کشادہ تر مشاہدہ

۱۔ اخذ از کتب نمبر (۷) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو بعض مریدوں کو مستفیدوں کے نام ہے ۱۲

ہوتا ہے، نیز ایسا بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ آفتاب کا کس پانی یا آئینہ میں لیکن دو پہر کو جس طرح صاف ایک شے نظر آتی ہے اسے معائنہ کہتے ہیں اس میں کوئی حجاب یا دھندلا پن نہیں ہوتا اسی کو کشفِ حقیقت کہتے ہیں، اہم ابوالفتاح اسم تشریحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انوار المکاشفۃ بتجلی الصفات و انوار المشاہدۃ بظہور الذات یعنی مکاشفہ کے انوار کا خزانہ صفات ربانی کی تجلی ہے اور مشاہدہ کے انوار کا قیام ظہور ذات سے ہے۔ تجلی اور ظہور میں بہت فرق ہے۔ مثلاً معشوقہ لب بام آتی ہے اور عاشق صحن خانہ یا کہیں گلی میں ہوتا ہے اور نظارہ کرتا ہے اسے مشاہدہ کہتے ہیں لیکن ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ عاشق معشوقہ سے ہم زانو یا ہم بستر ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے دل کی باتیں کرتے ہوتے ہیں یہ معائنہ ہے اور ظہور ذات۔

ذکرِ خفی میں مغایبت ہوتی ہے یعنی ذاکر مذکور میں گم ہو جاتا ہے مگر مذکور کی شان یہ ہے کہ کسی شے کے واقع ہونے سے نہ اس کی ذات میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور نہ صفات میں۔ پس اس سے اور گم ہونے سے کیا تعلق۔ ہاں ذاکر وجود و صفات دونوں اعتبار سے فانی ہے وہ بیشک باقی نہیں رہتا اور گم ہو جاتا ہے اور انوارِ صمدیت اسے گھیر لیتے ہیں، اس کے بعد نہ قرب رہتا ہے اور نہ بعد اور نہ گم ہونا اور نہ فنا اور نہ فصل اور نہ وصل سے تو اور نہ نشو و نما لیکن ارجمند کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد

کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا فرماتا ہے لمن الملائکۃ الیوم آج کس کی حکومت ہے پھر خود ہی جواب دیتا ہے للہ الواحد القہاس یعنی اللہ کی جو کہ وہ تنہا اور ہر شے پر غالب اور چھایا ہوا ہے لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ میں کیا کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ نور السموات والارض یعنی وہ آسمان و زمین اور ہر شے کا اجالا اور ہر شے پر محیط ہے۔ پھر جب وہی سب پر چھایا گیا تو زمین کا

وجود کہاں رہا۔ کوئین اس میں فنا اور گم ہو گئے مگر شکر کا نام اور صفات سنا اور بات
 ہے اور شکر کھانا اور بات ہے۔ پھر شکر کی حقیقت اور اس کے مبدا اور معاد پر آگاہ
 ہونا دوسری بات ہے اور پھر خود شکر ہو جانا کچھ اور ہی بات ہے۔ خدایے پاک
 ہمیں تمہیں سیدھے رستے پر رکھے اور جن باتوں کو وہ پسند نہیں کرتا ان سے بچائے
 اور کجروی اور لغزش اور خطا سے اپنی پناہ میں رکھے۔

فوائد

چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنے اور بیعتِ غامبانہ کے بیان میں

حدیث شریف میں ہے إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْإِسْمِ وَيَكْرَهُ
سَفْسَافَهَا یعنی اللہ جل شانہ بلند ہمتوں اور اونچے ارادوں کو پسند فرماتا ہے اور حقیر
اور پست ہمتوں اور رذیل ارادوں کو پسند نہیں کرتا۔ دنیا کے جاہ و دولت اور مال
کمنت اک بجلی کی چمک اور بادل کے چلتے پھرتے سایہ کی طرح ہے۔ بجلی کبھی جھکی کبھی
ڈوبی، کبھی آتی، کبھی گئی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسی ہی چیز سے کیا دل لگایا جائے۔ کھاری ٹہی میں کیا پوچھئے۔ پانی پر کپکپاش
جایا جائے اس میں نہ بھلائی کی ہمت ہے اور نہ کامیابی کی۔ ایک سوکھی لکڑی کا گھوڑا بنانا ہے جس کا
نہ قدم اٹھ سکتا ہے اور نہ اس سے منزل طے ہو سکتی ہے۔ آخر کار عاجز ہو کر بے دست پیا
بیٹھ جانا پڑتا ہے مگر اس عاجزی اور منزل طے نہ کرنے کا احساس نہیں ہوتا۔ افسوس صد
افسوس بھلے آدمی سے

رخت بردار انیرں سر اے کہ بہت ہم سورانج و ابر طوساں بار
بادل گہرا چھایا ہوا ہے اور مکان کے چھت میں سورانج پڑے ہوئے ہیں اس گھر سے
جلد اپنا بوریا بدنا بننا لو۔ مقصود یہ ہے کہ اس زندگی کو چند روزہ مگر بہت غنیمت سمجھو
اور جو سالن چل رہی ہے اسے بڑی نعمت جانو اور خدائے عزوجل کی جو طاعت و عبادت

۱۷ اخذ از مکتوب نمبر (۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانہ مولانا نظام الدین خفق رحمۃ اللہ علیہ

۱۷ سے مسائل اصول عقائد یوسف بن سہیل بہانی میں یہ حدیث موجود ہے مگر اس میں اہم کی جگہ الامور ہے ۱۷

کر سکتے ہو کہ اور اس کی یاد سے ہر وقت اپنے دل و جان کو مالا مال رکھو اور اس
 سوائے اور کسی طرف دل نہ لگاؤ اور اس جہاں کے کام کو اس جہاں کے پیرو کر دو۔
 پس اگر ایک ایسا نفس جو نامرضیات سے پاک و صاف ہے اور ہر وقت حق تعالیٰ کی
 طرف متوجہ رہتا ہے، تمام شرطوں کے ساتھ جیسا کہ حق ہے تمہیں نصیب ہو جائے
 تو شکر کرو۔ پھر گو تم دنیا میں رہو گے مگر سارے کام ٹھیک ہوتے رہیں گے جب دل میں
 خدائے عزوجل کی لوگ لگئی اور نفس میں پاکی آگئی تو ضرور بالضرور درجات میں ترقی اور
 مرتبہ اعلیٰ شروع ہو جائے گی خبردار خبردار ایک سانس بھی عفت میں نہ نکلے
 نصیحت ہمیں است جان برادر کہ اوقات ضائع مکن مہاتوانی
 اے بھائی جہاں تک ہر اوقات ضائع نہ کر دو جو کچھ کہو خدا کے لئے اور خدا کے
 دیدار کے لئے کرو خدا وال ہو جاؤ گے۔

اس فرزند شائستہ کے لئے جس کی درخواست حصول بیعت تم نے بھیجی تھی اپنی
 بیہنی سوئی ایک ٹپنی بھیجتا ہوں۔ خدا سے دل خدا شناس اور نفس حق پرست دے۔
 تمہیں اپنی طرف سے وکیل کرتا ہوں اس سے کہنا کہ مولانا نظام الدین کے ہاتھ کو ہمارا
 ہاتھ سمجھے اور ان کی زبان کو ہماری زبان اور جو تعلقین کہ لکھتا ہوں اسے سمجھے گویا کہ میری
 زبان سے سنی ہے، اس سے کہنا کہ مولانا کو صدر میں بٹھانا اور ان کی طرف منہ کر کے
 تین جگہ زمین پر سر رکھنا اور سمجھنا کہ تمہارا منہ ہماری طرف ہے، ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا
 اور سمجھنا کہ ہمارا ہاتھ ہے اور ان کی زبان کو ہماری زبان سمجھنا اور ان کے اس بول کو سننا
 کہ تم نے عہد کیا اس ضعیف سے۔ اس ضعیف کے پیر سے اور پیر کے پیر سے اور
 تمام مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے۔ آنکھ کی اور زبان کی نگہبانی کرنا اور جلاہ
 شریعت پر رہنا اور جب مولانا پوچھیں کہ تم نے قبول کیا تو کہنا ہاں قبول کیا۔ پھر وہ کہیں گے
 الحمد للہ اور تپنی لے کر سر کے دونوں طرف سے تھوڑے تھوڑے بال کاٹ دیں گے

اور تکبیر کہتے جائیں گے اور اپنے ہاتھ سے میرے نائب بن کر جو ٹوپی میں نے بھیجی ہے تمہارے سر پر رکھ دیں گے اور اس وقت بھی تکبیر کہتے جائیں گے، پھر دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے ہدایت کریں گے۔ جب نماز پڑھ چکنا تو ان کے سامنے اس طرح آنا جس طرح پیر کے سامنے آتے ہیں اور کچھ نذر پیش کرنا جو اگر ہو سکے تو ہمارے پاس بھیج دینا ورنہ وہیں راہِ خدا میں خرچ کر دینا۔ جب مولانا نظام الدین یہ کہیں کہ تم نے اس ضعیف سے عہد کیا تو ضعیف سے یہ سمجھنا کہ وہ خود ہم ہیں۔ اسی طرح ہر قول کو سمجھنا۔ پھر ہمارے اس ارشاد کو جو وہ نیا بتا اپنی زبان سے کہیں گے ہمارا سمجھنا۔ یعنی پانچ وقت نماز باجماعت گزارنا۔ جمعہ کی نماز اور غسل کو ناغہ نہ کرنا۔ ہاں اگر کوئی شرعی عذر مانع ہو تو مضاائقہ نہیں۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے چھ رکعت نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں تین تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا۔ اس نماز کے بعد دو رکعت اور سلامتی ایمان کے لئے پڑھنا اور اسے ہمیشہ اس طرح پڑھتے رہنا کہ ہر رکعت میں سات سات بار سورۃ اخلاص اور ایک ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دونوں سورتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کریں اور تین مرتبہ یہ دعا مانگیں یا حتی یا قیوم شبثی علی اکا ایمان یعنی اے وہ ذات جو زندہ و پائندہ ہے ہمارے قدم ایمان پر جمائے رکھ پھر عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اور پڑھیں جس کی ہر رکعت میں دس دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنا ہوگا اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ یا وہاب کہنا ہوگا۔ اس طرح پر کہ ”ھ“ جس پر تشدید ہے سینے کے اندر سے نکل رہی ہے اور ہر ماہ میں چاند کی تیرہ چودہ پندرہ کو جو ایام بیض کہلاتے ہیں روزہ رکھنا ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو اسی ماہ میں پھر رکھ کر پورا کر لیں اور سفر و حضر کسی حالت میں نہ چھوڑیں۔

فوائد

یادِ محبوب اور وقت کی معمولی کمی میں

اللہ جل شانہ فرماتا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ لِّلنَّاسِ اِمَامًا مِّنْ تَہْمِنِ اَیْمُوْنَ
 کا پیشوا بناؤں گا۔ اے فرزندِ یہ کارِ عظیم تمہیں دیا گیا ہے اس کے حق کی ادائیگی ضروری ہے
 انبیاء بھی اس کے بوجھ تلے دبے جاتے تھے، شرطِ کار یہ ہے کہ خلقِ خدا کی خیر خواہی
 اور نصیحت ہر وقت پیش نظر رہے اس کی جفا و تقا پر صبر کرے اور کسی ملامت کرنے
 والے کی ملامت کی پروا نہ کرے۔ شکستگی اور بیچارگی کا اور صنا بچھونا بنائے بلکہ اور بڑھاتا
 رہے اور جس شے میں نقصان و زیان کا رہا اس سے دور بھاگے۔ جن و انس کو پیدا کرنے
 سے مقصود صرف عبادت اور بندگی ہے۔ محبت کی بات ہو یا معاشرت کی، دوستی
 کی بات ہو یا معاملہ کی اگر وہ خدائے عزوجل کے لئے ہے تو کیا کہنا۔ یہ کام جو تم نے
 اپنے سر لیا ہے اس میں لازمی شرط یہ ہے کہ بندہ بذل و ایشا سے کام لے۔ اللہ
 جل شانہ کی راہ میں خرچ کرے اور دوسرے لوگوں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر ترجیح
 دے اور اگر کل کے لئے کچھ نہ بچے تو کوئی اندیشہ نہ کرے۔ پھر ظاہر کے ساتھ اتنا
 نہیں بلکہ معانی کے ساتھ بہت زیادہ دل کو مشغول رکھے۔ دنیا کی وجاہت اور خلق
 خدا کی آمد و شد کے لئے صورت بنانا کہ لوگ اسے دیکھیں اور ہجوم کریں اپنے آپ کو

سے ماخوذ از مکتوبات ذیل از خواجہ بندہ نواز گیسو دہلوی رضی اللہ تعالیٰ بجانہ مولانا علاء الدین گوالیاری
 نم کا پوری۔ مطبوعہ مکتوبات (۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶)

ہلاکت میں ڈالتا ہے اس طرف بالکل خیال نہ کرے اور جو کچھ پیش آئے صرف اپنے

کام میں یکطرفہ ہو کر مشغول رہے

فارغ چہ بود ز خود گذشتیم مارا نہ غمے نہ غمگسارے

بہر حال جو سامنے آئے تم اس طرف بالکل متوجہ نہ ہونہ دائیں طرف دیکھو

اور نہ بائیں طرف۔ سیدھے منہ اٹھائے صراطِ مستقیم پر چلے جاؤ

دور دور جہاں ہرچہ شود گوشوگو وز دور زماں ہرچہ شود گوشوگو

مشغول بحق باش و سیراز دو کون وز سود و زریاں ہرچہ شود گوشوگو

اے فرزند ہم نے جو بتایا ہے اسی پر قائم رہنا اور قدم پیچھے نہ ہٹانا اگرچہ تم

ہم سے بہت دور ہو اور گو صحبت اور نور حضور سے بہت سی برائیاں اور خرابیاں

دور اور دفع ہوتی رہتی ہیں تاہم یہ ایک تدبیر ہے کہ جو کچھ ہم نے بتایا ہے اسے

کرتے رہو اور تمام معاملات میں اسی تعلیم پر چلو۔ سرسری طور پر نہیں بلکہ توجہ دل کے

ساتھ، توگوشرق و مغرب کا فاصلہ درمیان میں کیوں نہ ہو ہمارے ہم زانو کہے جاؤ گے

یہ ایک کلیتہ اور اہل اصول ہے اپنے اوقات کو اور اذکار سے سمور رکھو اور تمام

اعمال و اذکار میں اس کلیتہ پر عامل رہو

نصیحت ہمیں است جان برادر کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

من فات وقتہ فقد فات ربہ جس نے اپنے وقت کو کھویا اس نے

اپنے رب کو کھویا۔ دنیا کے اشتغال ہر ساکب راہ کے مزاحم ہوا کرتے ہیں لیکن

طالبِ خدا کو چاہیے کہ اگر پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے تو بھی درڑنے سے باز نہ رہے۔

یاد رکھو کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے لکن قومِ ہاچہ یہ ہادی مرشد

ہے۔ مرشد کا جب دامن تھا مگر اس سے چپٹ جاؤ ذکر و مراقبہ تخلیہ و تجلیہ جو کچھ وہ

بتائے اس پر عمل کرو لا الہ تھلیہ ہے اور الا اللہ تجلیہ ہے۔ مراقبہ کی حالت

ہو یا اجتماع کی دونوں صورتوں میں دل میں آئے جانے والی باتوں کو روکو اور نہ لے
 دو اور جو خدشات اور توہمات ان باتوں سے پیدا ہوں ان سے انکار کرو اور دفع کرو
 اس سے تجلیہ و تخلیہ حاصل ہوگا، اگر ایک بادی کی پیروی تمہیں میسر ہوگئی تو یہ بڑی
 نعمت ہے اس کے بڑے اثرات دیکھو گے۔ اس باغ سے جتنے معرفت کے
 پھل تمہیں نصیب ہوں گے اتنی ہی نعمت زیادہ ہوگی۔ کسی دین میں ان دو صفتوں
 کے بغیر سلوک طے نہیں ہو سکتا سوائے اس طلب کے جو عزم و محم کی شدت کے
 ساتھ ہو اور بجز اس تزکیہ نفس کے جو کمال حضوری کے ساتھ ہو اس معشوقہ تک
 لے جانے والا اور کوئی نہیں۔ اگر حضوری بکمال کو تم تخلیہ و تجلیہ کا نام دو تو بھی جائز
 ہے۔ لوگوں سے صحبت کم رکھنا اور کم کھانا پینا لازماً حال ہے۔ عاشقوں سے
 پرچھوک معشوق کے بغیر ان کا کیا حال ہوتا ہے محنت و بلا اور معشوقہ
 کی یاد عاشق کی غذا ہے، اگر مو اہبہ یا رہے تو تجلیات حسن کی بجلیوں سے
 اضطراب ہے اور اگر درمیان میں پردہ آگیا ہے تو عدم حضوری سے بیقراری
 ہے۔ کھانا پینا کہاں۔ خواب و خور کہاں، غیر یار سے صحبت کہاں ہے
 باعزم توافقت و ہم خانگی از دگراں وحشت و بیگانگی
 عاشق صادق نہ سوائے دوست کے اور کسی کو دیکھتا ہے اور نہ سوائے
 اسی کے ذکر کے اور کچھ پسند کرتا ہے۔ اس کے منہ سے جب نکلتا ہے تو دوست
 ہی کا نام نکلتا ہے۔ اسی کے خیال میں مستغرق ہے اور کچھ گفت ہے اور نہ شنیدہ یہ
 منزل گم شدہ اور بیخود لوگوں کی ہے نہ کچھ اپنا خیال کر د اور نہ رشتہ داروں کا بلکہ ایک لحظہ
 کے لئے بھی خلق کے رد و قبول پر نظر مت ڈالو ورنہ دیدار دوست محروم ہو جاوے گا نعوذ باللہ منہا
 اور سے ضائع ہونے مت دینا اور ذرائع و فرائض میں مشغول رہنا لایق من فأتہ فقد
 فات رتبہ اس لئے کہ جس نے اب وقت کو ہاتھ سے کھویا اس نے اپنے رب کو کھویا۔

فوائد

مجاہدہ و ریاضت و تہنات و حکم پیر کے بیان میں

ہمارا یہی مطلب و مقصود ہے کہ جو لوگ ہم سے تعلق پیدا کریں وہ ماسوئی اللہ سے منقطع ہو کر اپنا وقت تہناتی میں گزاریں اور مدام شغل میں بسر کریں۔ خواجہ نظام الدین احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد سے ایک مرتبہ استدعا کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ ہر جانی نہ بنوں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسا ہی ہو گا مگر مجاہدہ شرط ہے۔ پس آپ نے بتقلید شیخ صوم دوام اختیار کیا، پس تم بھی مجاہدہ اور ریاضت کو آخر وقت تک لازم کر لو۔ سب سے کہہ دو کہ جو مرید کہ فاصلہ کے لحاظ سے پیر سے دور ہے مگر اس کے فرمان پر قائم اور جو اسے حکم دیا گیا ہے۔ اس پر عامل ہے اور رضائے پیر کا خواہاں اور ہر وقت یاد الہی کی طرف متوجہ ہے وہ دور نہیں بلکہ قریب ہے اور ہم نانوئے پیر ہے اور جو اپنے شیخ کے فرمان پر نہیں چلتا تو عیاذاً باللہ اس کا مکان بہت قریب ہو مگر وہ اتنا دور ہے جتنا مشرق سے مغرب۔

ماخذ از کتب ۱۶، ۱۸، ۱۹، از خواجہ بسندہ نواز گیسو دراز رنی تعالیٰ عنہ بجانب شیخ ابرار نفع علیہ السلام کا پوری رحمت اللہ علیہ۔

فتاویٰ

عشق و وصول و ذکر و قرب کے بیان میں

اس دنیا میں سب سے بہتر کام طلبِ خدائے عزوجل اور اس کا وجدان و عرفان ہے۔ گوگل موجودات کیا حجر کیا شجر کیا فرشتہ کیا جن کی معرفت سے خالی نہیں لیکن انسان کو ایک خاص عرفان و وجدان نصیب ہوا ہے جس سے بہت ہی کم مخلوق آگاہ ہے۔ یہ عرفان خاص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے پیروؤں کے ساتھ مخصوص ہے۔ معرفت کے لئے یہ ضرور ہے کہ یہ خیال بطور دوام جگہ کر لے کہ وہ معشوق کی خدمت میں حاضر اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب یہ توجہ بطور تام حاصل ہو جائے گی تو طالب یا تراس کے دروازے پر پڑا رہے گا یا اس کے نام میں رہے گا۔ اس کے لئے لازم ہے کہ ماسوائے اللہ سے دل کو پاک و صاف کر کے اخلاق کی درستی اور تزکیہ کی کوشش کرے دل سے سوائے اس کے اور کسی کا خیال نہ آئے۔ تصور میں بس اسی کی صورت اور زبان پر بس اسی کا ذکر رہے جب بات کرے تو اسی کے لطف و کرم کی اسی کے وفا و جفا کی۔ اسی کے بخشش و عطا کی۔ اس میں کبھی یہ ہوگا کہ غلبہٴ حال میں معشوق کے ناز و کرشموں و رخسار کی باتیں بھی منہ سے نکلنے لگیں گی۔ مگر یہ سب پرکارِ محبت کی گردشیں ہوں گی۔ معشوق کے کوچہ میں جس پہاڑ سے ہوا آتا رہے۔ بلکہ مسکین و عاجز و خستہ و...

سہ ماہی از کتب نمبر ۱۵۱۱ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما تالیف و تفسیر سلیمان۔

اس کی گلی میں ایک تنگ کی طرح پڑا ہے، طرح طرح کی تبدیلیوں کو نئے طرح طرح کے ڈنکے کرے کہ کسی طرح حصول مقصد نصیب ہو۔ کوئی ایک دروازہ کھل جائے۔ اسی کوشش میں اس کے دروازے اور درگاہ کے بیٹھے والوں اور اس بارگاہ کے رہنے والوں سے ملاقات اور دوستی پیدا کرے تاکہ معشوق تک رسائی کا سامان ہو بلکہ یہاں تک کوشش کرے کہ آشنائی خاص حاصل ہو جائے۔ اس کوشش میں خواہ جان صرف کرنی پڑے خواہ مال، خواہ جاہ کام آئے، خواہ عزت و جلال، اس درگاہ کے کترین بندوں کا کترین غلام بن جائے انہیں لوگوں سے کام نکلا کرتا ہے اس لئے انہیں سے موافقت پیدا کرنا ضرور ہوتا ہے۔

طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ ذکر و مراقبہ اور فکر و تلاوت میں مشغول رہے۔ جس حال میں رہے اسی کی مناسبت سے فکر و ذکر کرے اور امید و بیم میں رہے، یعنی یہ امید رکھے کہ ایک دن مقصد ضرور حاصل ہوگا اور معشوق و مطلوب کے حضور تک پہنچ جائے گا۔ لیکن ڈرتا بھی رہے کہ محبوب مرتبہ والا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی بے ادبی سے دستکار دیا جائے اور آغوش سے ہٹا کر دروازہ کے باہر اور در سے ہٹا کر یا وہ گرد نہ کر دیا جائے۔ کبھی اس کے بہاد جمال میں وارفتہ اور کبھی اس کے کمال و جمال میں مضطرب و آشفتہ رہے۔ طالب یا تو مسجد یا گورستان میں یا جنگل اور ویرانے میں رہتا ہے یا ان مشائخ اہل ارشاد اور عارفانِ امجاد کی خدمت میں رہتا ہے جن کی ملازمت کے بغیر کام نہیں چل سکتا یعنی جب تک کوئی اس کی رہبری نہ کرے گا وہ ہرگز مراد کو نہ پہنچے گا۔ پس اسے بھائی جو کچھ پاس ہے سب ان پر سے نقد کر دے اور جو عزت و شرف حاصل ہے سب ان پر نثار کر دے اس لئے کہ سب سے اہم کام اخلاق کی زینت و آرائش ہے تخلقوا باخلاق اللہ و تصفوا بصفاتہ اللہ اہل شانہ کے سے اخلاق سیکھو اور اسی کی سی صفت اختیار کرو جب تک کہ اس کی

صفتوں سے متصف نہ ہو گے اس کی ذات کا مشاہدہ نہیں نصیب ہو سکتا۔ انہوں نے کہ
یاروں نے نفس ذلیل سے انس پیدا کر لیا ہے اور اللہ کی طرف سے فایز و بے غم میں سے

درجہ کا رید و درجہ مصلحت اید اے فرو ماندگان بے مقدار

درجہاں شاہدے و ما فارغ در قدح جرعتہ و ما ہشیار

اے جو انمرد یہ آگ تیرے سینے سے کیوں نہیں بھر سکتی اور تیرے دل میں کیوں

نہیں جگہ کرتی! ہائے یہ کیا ہو گیا ہے۔ اے یار عزیز و برادر شفیق طلب کرو طلب۔

اور اس راہ میں جما کر قدم رکھو، لیکن جب تک کوئی رہبر نہ ہو گا اور اس کی پیروی

نہ کر دو گے راہ مقصود دکھائی نہ دے گی اور منزل کا نشان نہ ملے گا۔ میرے خواجہ

فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی بغیر پیر کے جلدی سلوک طے کرنا جائے گا اس کی مثال اس

رسی بٹنے والے کی طرح ہے جو جس قدر اور آگے بٹے گا اسی قدر پیچھے کھلتا جائیگا

اور سب سے پیچھے چلے گا۔ طالب کو لازم ہے کہ ہر وقت اور ادو و ظالمت میں مشغول

رہے اشراق و چاشت تہجد و اوایین کی نمازیں۔ فی زوال (سایہ ڈھلنے کے وقت)

کی نماز، اوقات مروجہ (یعنی جب قبولیت کی امید ہے اس وقت) کی نماز شام

کے وقت ہو یا صبح کے وقت۔ انہیں برابر پڑھنا ہے یہی سب ہمارے ہاں کے ٹونے ٹونے ہیں ایک

دروازہ سے نہیں بلکہ مختلف دروازوں سے اندر داخل ہو۔ ہر دروازے کو کھٹکھاؤ

پھر دیکھو کہ کس دروازہ سے فتوح روح ہوتی اور عروس روح تجلی فرماتی ہے تحقیق

یہ ہے کہ جب تک یہ سب کام نہ کرتے رہو گے کامیابی کا منہ نہ دیکھو گے اور یہ

سب ظاہری اسباب یا باطنی نعمتیں اس وقت تک نصیب نہ ہوں گی جب تک کہ

طلب میں شدت اور محبت میں غلبہ نہ ہو۔ یہ شے سب پر مقدم ہے جس راہ پر

کہ میں بلا رہا ہوں اس میں ایسی تجارت ہے کہ جتنا زیادہ نقصان ہوگا اتنا ہی فائدہ زیادہ

ہوگا۔ وہ کون خوش نصیب جو انمرد اور کس باپ ماں کا جالی ہے جو اس راہ میں نقصان

عہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز۔

برداشت کرنے اور نفع کمانے پر آمادہ ہے۔ لوگ آبِ رواں پر نقش کاڑھنا اور اس سے عشقِ بازمی کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ اس طرح کبھی کعبہٴ دصال تک نہیں پہنچ سکتے۔ شور زمین میں کاشت کرتے اور فصلِ درو کرنا چاہتے ہیں بہر حال اگر اس عالم کی کوئی نقد شے تمہارے ہاتھ لگ گئی ہے تو زہے بخت ورنہ وائے محرومی۔ اس بیچارے پر صد ہزار افسوس ہے جو محروم رہا۔ خیردار طلب کا دامن مت چھوڑنا اور ادھر ادھر نظر مت ڈالنا۔ اس نعمت کے سوا جو کچھ ہے وہ ہزل و ہیریاں ہے جس طرح کیمیاگر پارے کو کھل میں ڈال کر گھوٹتا ہے، تم بھی جب تک اس طرح گھونٹے اور رگڑے نہ جاؤ گے کام نہ بنے گا۔ بس اس راہ میں بھسم ہو جاؤ واللہ جب تک کہ تمہیں محبت کی چنگاری اور معرفتِ الہی کی سرخ گندھک نہ ملے گی تمہارے وجود کا تانبا کبھی سونا نہیں بن سکتا ہے

فیضت کرد بکتو سال اگر آ زادہ بستان وگر گوئی کہ نستا نم غلام تست بکتو سال

عے بکتو سال ایک ترکی شاعر کا نام ہے ۱۲۔

فائدہ

معرفت الہی کے بیان میں

وہ شے جس کی طلب سب سے زیادہ کرنی چاہیے اور وہ مقصد و مراد جو سب سے زیادہ پیادہ اور اہم شے ہے معرفت الہی ہے۔ یہ نعمت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ محبت نہ ہو۔ محبت کی دو قسمیں ہیں ایک عام اور دوسری خاص۔ جب پہلی جلوہ گر ہوتی ہے تو بندہ اقتال اور امر لینے بجائے اوری احکام کی طرف دل لگاتا ہے اور دوسری یعنی خاص قسم جیسا کہ اس کا نام ہے ویسے ہی اس کی حقیقت ہے۔ یہ شے لطفِ محض اور اللہ تعالیٰ کی دین ہے، کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کی علامت تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے جسے یہ دو نعمتیں نصیب ہوئیں تو سمجھو اسے محبت کی نعمت بھی عطا ہوئی۔

تزکیہ نفس کم کھانے، کم سونے، کم پلنے اور کم ہلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ استقامت شرط کار ہے مگر توجہ تام بغیر پیر و مرشد کی تلقین کے میسر نہیں ہوتی، اگر پیر و مرشد اپنی صورت کے تصور اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہے تو اس میں مصلحت ہوتی ہے۔ آدمی بن دیکھی چیز کا تصور مشکل سے کر سکتا ہے۔ شیخ کی صورت اس کی دیکھی بھالی ہوتی ہے۔ اس کا تصور ممکن ہے اور یہ بات جلد حاصل ہو جاتی ہے۔ اس طرح جب دل جمعی پیدا ہوئی

۱۔ اخذ از مکتوب نمبر (۲۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اسحاق دقانی سلیمان -

تو مرید آسانی سے آگے ترقی کر سکتا ہے۔ تصور حضور میں جو بات پیدا ہوتی ہے وہ گمراہی کرنے پر بھی حاصل ہوتی ہے لیکن ہر وقت اپنے آپ کو پیر و مرشد کی حضوری میں تصور کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اتفاق سے کبھی کبھی دونوں کے قلب ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجایا کرتے ہیں اور محاذات ٹھیک بیٹھ جاتا ہے پھر پیر کے قلب سے مرید کو براہ قلب فیض پہنچتا ہے وہ بھی ایسا فیض کہ جو کچھ پیر نے تشریح ریاضتوں میں حاصل کیا تھا وہ مرید کو باوجود اس کی گونا گوں گرفتاریوں کے بہ آسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ آفتاب کا عکس اس پانی میں پڑ رہا ہے جو اس کے محاذی ہے اس پانی کے سلسلے ایک دیوار ہے اس پر بھی یہ عکس پانی پر سے چمک کر پڑ رہا ہے جسے عکس کا عکس کہنا چاہیے۔ یہی حال مرید کے قلب پر عکس پڑنے کا ہے جو کچھ پیر نے ساری عمر میں طرح طرح کی محنت و مشقت سے کمایا تھا طالب کو پہلے ہی قدم میں حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ نعمت قلم و زبان سے بیان نہیں ہو سکتی۔ طالب کو جب اس کا ادراک ہوتا ہے تو پہلے پہل اس کی سمجھ میں نہیں آتا مگر تلقین پیر جس قدر بالمشافہ مفید و مؤثر ہوتی ہے غائبانہ طور پر خط و کتابت سے اتنی مفید و مؤثر نہیں ہوتی کہ اس کا بھی کچھ اثر ہوتا ہے اور فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ شہد ایسا ہوتا ہے اس کا مزہ ایسا ہوتا ہے اور بات ہے اور پیر کا اس کے چند قطرے منہ میں ڈال دینا اور بات ہے۔ یہ کام پیر و مرشد کے حضور میں بنتا ہے اور جو دولت اور اثر نصیب ہوتا ہے وہ اور ہی بات ہے۔ دل کی آنکھ اگر بینا ہے تو بینا تر ہو جاتی ہے اس کام میں ملاومت کی بہت ضرورت ہے فتح باب کا انتظار کرنا اور امید رکھنی چاہیے تا وقتیکہ بندہ خدا کے ساتھ ایک نہ ہو جائے یعنی ہر دو یکے خدا ہی کو دیکھے۔ جانے پہچانے تو صرف اسی کو جانے

پہچاننے نہ اس کے سوا اور کوئی نظر آئے اور نہ سوائے اس کے کسی اور کی
 واقفیت و شناخت باقی رہے، اگر یہ بات ہمیں ہے تو کچھ بھی نہیں۔ ایسا
 رہو دانا بہت سخی ہے۔

فوائد

محبتِ الہی و حضوری دل و رضا بالقضایان میں

ناز پڑھنا روزے رکھنا، خیر خیرات کرنا یہ کام تو بیوہ بڑھیا بھی کر لیا کرتی ہے۔ طالبانِ خدا کے کام اور ہیں جو بغیر پیر کی مدد کے نہیں ہو سکتے، اس درخت کا پھل محبتِ الہی ہے۔ یہاں عقل گم اور دل پرودہ عدم اور جان حیرت و ہیجان میں ہے۔ یاد رکھو کہ بغیر حضوری قلب کوئی عبادت، عبادت نہیں اور کوئی طاعت، طاعت نہیں اور حضوری قلب صرف پیر کی توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے سامنے رہنے کی ضرورت ہے۔ غائبانہ خط و کتابت سے کام لینا کافی نہیں۔ ہاں اگر پیر کے حکم پر عمل کیا جائے تو حضوری دل بہ آسانی حاصل ہو سکتی ہے۔ لوگ اسے محال کہتے ہیں، مگر یہ کوئی محال شے نہیں۔ مشکل بے شک ہے، مگر عجب بات ہے کہ ایسی شکل شے پیر کے واسطے سے سہل بلکہ سہل ترین، ممکن اور قریب الحصول ہو جاتی ہے۔

یہ مردوں کے کام ہیں اگر عورتیں بھی انھیں کریں تو وہ بھی مردوں میں شمار ہوں گی اور اگر مرد پست ہمتی کریں اور عورتوں کے سے کام کریں اور ہوائے نفس کی غلامی میں گرفتار رہیں تو وہ مرد عورت ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ زندگی ہمیشہ عبادتِ الہی میں گزارنا چاہیے اور اگر دود و نزدیک کے عزیز شہدار ہوں تو ان کا حق ادا کرنا اور جیسے کہ چاہیے اچھی زندگی بسر کرنا اور اس جہاں سے صرف

۱۔ ماخوذ از مکتوبات (نمبر ۲۲، ۲۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دہلا رضی اللہ تعالیٰ بجانہ شیخ زادہ خواجہ میردغیر۔

نیک عمل لے جانے کی کوشش کرنا چاہیے۔

سُن لو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے وہ غالبِ خیر و شر ہے جیسا کہ اس پر راضی رہو اور ہرگز ہرگز ناخوشی کا اظہار نہ کرو، ہمارے غم و غصے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور وہی ظاہر ہوگا جو اللہ شانہ کی مرضی ہے، ارادہ اسی کا ارادہ ہے، علم اسی کا علم ہے وہ قادرِ مطلق ہے اگر کہے کہ ہم سر پر تلوار کا وار کرتے ہیں تو دمِ مت مارو سر جھکا دو اگر کہے کہ جگر کو پارہ پارہ کرتے ہیں تو خیر وار آہ تک مت نکالو اگر وہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو پیشانی پر شکن تک مت لاؤ۔ مگر ہاں وہ غفور و رحیم ہے بڑا عفو فرمانے والا اور کرم کرنے والا ہے اس سے ہمیں مغفرت و رحمت عفو و کرم ہی کی توقع ہے، بندہ کو سوائے اس کے آستانہ پر سر رکھ دینے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے

چہ چارہ باشد بیچارگانِ دردِ تراء جز آں کہ بر سرِ خاکِ بر تو خوں بازند
یہی مردوں کے کام ہیں۔

فشاء اللہ

فراغتِ دل سے یادِ الہی کرنے کے بیان میں

اس سے بڑھ کر کوئی دولت ہو سکتی ہے کہ تم فراغت کے ساتھ، آنے جانے والوں، دوست دشمن، آشنا و بیگانہ، سب کی مزاحمت سے محفوظ اپنے خدا کی یاد میں مستغرق رہو۔

بہ فراغِ دل زمانے نظرے بہ خوب روئے

بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے رہوئے

ہمیں لوگوں کی صحبت سے کیا کام، تعلیم و تعلم سے کیا نسبت، وضو و نماز اور جو کچھ لازماًت دین ہیں انھیں کافی جانتے ہو اب خدائے عزوجل کی یاد میں مستغرق رہو۔ جس روز کوئی تمہارے پاس نہ آئے نہ تم کسی کا منہ دیکھو اور نہ کوئی تمہارا منہ دیکھے، اس روز گویا تمہاری معراج ہے جو لوگ حمام کی تصویروں سے امید وصال اور کھاری مٹی سے کھیتی کاٹنے کی توقع رکھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے جو لوگ پانی پر نقش بناتے ہیں یا بدکاروں سے عشق بازی کر کے امید و نثار رکھتے ہیں انھیں دیدار یا نصیب نہیں ہو سکتا۔ جس لمحہ تمہارے دل میں غیر خدا کا خطرہ آئے اس لمحہ اپنے آپ کو مشرک دبت پرست سمجھو۔

۱۔ ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۴) خواجہ بندہ نماز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما بجاناب امیر سلیمان دہلوی
تاج سلیمان مولانا بندہ سلیمان۔

فوائد

محبتِ الہی کے بیان میں

محبت تین قسم کی ہے ایک محبتِ عامہ ہے۔ تمام علماء تفسیر و احادیث اور استادانِ فقہ متفق ہیں کہ خدائے عزوجل کی محبت سے مراد اس کے احکام کی فرمانبرداری ہے۔ عقل بھی یہی کہتی ہے۔ نفس بھی یہی جانتا اور سمجھتا ہے۔ چنانچہ رابعہ عدویہ کہتی ہیں۔

تقصی الہ دانت تنہر حب . ہذا العری فی الفعال بدیح
 لوکان جبک صادقاً لاطعتہ . ان المحب لمن یحب مطیع
 یعنی اللہ جل شانہ کی نافرمانی کرتے ہو اور پھر یہ بھی کہتے ہو کہ مجھے اس سے محبت ہے یہ عجیب بات ہے۔ اگر تم اپنی محبت میں پتے ہوتے تو ضرور اس کی فرمانبرداری کرتے۔ اس لئے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہمیشہ اطاعت کیا کرتا ہے۔

دوسری قسم محبتِ خاصہ ہے۔ اس کے بھی تین تھے ہیں۔ محبتِ افعال، محبتِ صفات اور محبتِ ذات، محبتِ افعال میں صانع کے مصنوعات کا نظارہ ہوتا ہے۔ اس میں اندیشہ یہ ہے کہ بتقاضائے بشریت بندہ ان مصنوعات ہی کی محبت میں

۱۔ ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۵) خواجہ بندہ نماز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما قاضی برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ ساری ایرجی و سید حسین رحمۃ اللہ علیہ اور امیر سلیمان رحمۃ اللہ علیہ۔

مقبلاً ہو کر نہ رہ جاتے۔

دوسری محبت صفات ہے، جتنے حسین و جمیل ہیں وہ سب جمالِ الہی سے کتابِ جمال کرتے ہیں۔ خود اللہ جل شانہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض۔ نورہ کشفواۃ فیہا مصباح الخ یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا اجالا ہے۔ اس کے نور کی مثال چراغ کی سی ہے (آخر آیت تک پڑھ جاؤ) یہ آیت ہے اور وہ حدیث و اقوال ہیں اور محبتِ صفات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اسی زنجیر میں بہت سے مجذوب و سالک گرفتار رہ گئے ہیں اور قید سے خلاصی نصیب نہ ہوئی۔ ذات جو اس پردہ کے پیچھے ہے اس کی طرف نظر نہ گئی اور جس ذات نے نعتِ لطف و جمال اور صفتِ رحمت و کرم کی صورت میں جلوہ فرمایا ہے ادھر نگاہ نہ اٹھی۔ بہت سے بڑے بڑے لوگوں کو اس میدان میں رہ جانا اور بہت سے راہ چلنے والوں کو یہیں گرفتار بلا ہونا پڑا ہے اور ملحد و زندیق ہو گئے ہیں۔ اس گھائی ٹے سے جان بچالینا سوائے پیر کی عنایات کے ممکن نہیں۔ محبتِ ذاتِ الہی کی عنایت و توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور بس۔

تیسری قسم محبتِ اخص الخواص ہے وہ ذاتِ مقدس و مطہر کی محبت ہے۔ ابرار و احرار کی زبان و فعل سے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ یہاں بیان کا دروازہ بند اور عقل کی زبان پر گرہ لگی ہوئی ہے اللہم لا احصی ثناء علیک انتا کما اثنت علی نفسک یعنی اے بار الہا تیری تعریف کا احصی ہم نہیں کر سکتے تو دیکھا ہے جیسا کہ تونے خود اپنی ثناء کر کے فرمایا ہے اسے ایک اشارہ سمجھو العجز عن المعرفة معرفہ (یعنی معرفتِ الہی سے اپنی عاجزی اور بیچارگی کو جاننا بھی ایک معرفت ہے) جو ایک رمز ہے اس پر غور کرو۔ خبردار دھوکہ دینے والوں کے دھوکے میں مت آنا اور ان کی پیروی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور یہ نعمت نہیں نصیب ہو سکے گی

”ترا ممکن چہیں دولت تو از بے دولتہی فاعل“

مگر ایک لمحہ کے لئے بھی ہوس نفس کے پھندہ میں نہ پڑنا، کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس جہاں سے چلے جاؤ اور اس دولتِ تقدیر میں سے کچھ بھی تمہارے حشر میں نہ آئے ایک وقت ایسا آئیگا کہ اپنے تمام کئے پر پشیمان ہونا پڑے گا۔ پس فاعل اور بے غم مت بیٹھو۔ آخر تمہیں خدا کے ساتھ رہنے میں کیا نقصان ہے اگر کسی بے حقیقت خیالی و فانی شے کو دے کر اس نعمت کو خرید لو اور ایک ذلیل شے کے بدلے خدا تمہارے ہاتھ آئے تو کبھی کوئی نقصان و زیاں کی بات ہے۔ چلے آؤ چلے آؤ ابھی وقت باقی ہے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ دربان مزاحم کار نہیں اور راہ گذر عام ہے۔ تم ہی کیوں محروم رہو، امید ہے کہ سب مسلمان اپنے اپنے راستہ پر ہو لیں گے اور مقصود سے محروم نہ رہیں گے۔

فوائد

ضرورتِ صحبتِ ارشادِ پیر و محبتِ الہی کے بیان میں

جو کوئی تنہائی میں زندگی بسر کرے اور کھانے پینے میں کمی کرے اس میں نور اور صفائی قلب پیدا ہو جائے گی۔ جو خواب دیکھے گا صبح اترے گا۔ جو بات اس کے دل میں آئے گی تقدیر کے موافق ہوگی۔ اس عمل سے ہر قسم کے لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور معتقد ہو جائیں گے مگر اہل طریقت کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ مقصود جو ہے اس سب سے بہت دور ہے اور وہ بجز پیر کی صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک مشفق پیر کے ارشاد کی بہت ضرورت ہے اس کے بغیر اس مقصد تک سب سے زیادہ بڑا، سب سے زیادہ اہم ہے پہنچنا دشوار ہے۔ پس پیر کی ملازمتِ صحبت و اطاعت اختیار کر۔ وقت بہت قیمتی ہے اور عمر تھوڑی رہ گئی ہے اور غفلت جو طاری ہے ایک جنونی کیفیت رکھتی ہے۔ جلنتے بھی ہو یہ غفلت کس چیز سے ہے۔

درجہاں شاہدے و ما غافل در قلع جرقہ و ما ہشیار

کوشش کر۔ گو عمر اخیر ہے مگر ممکن ہے اب بھی یہ نعمت نصیب ہو جائے۔

ایک حکایت سنو! ایک سوداگر کے پاس ایک لونڈی تھی اس سے ایک نوجوان کو عشق ہو گیا۔ اس غم میں گھلتے گھلتے وہ بیمار پڑ گیا سب طرح کے دارو درمن، ڈنٹے ٹٹکے

۱۷ ماہوار مکتوبات نمبر (۲۶ و ۲۷) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما، صاحبِ اہم
رحمۃ اللہ علیہ بہرہ جی و شیخِ نورجی رحمۃ اللہ علیہ دولت آبادی -

کئے گئے کوئی نائدہ نہ ہوا۔ ایک دن ماں نے پرچھا۔ پوت تو میرا گوشت و پوست
میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ بتا تو ہسی کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے ماں کی شفقت دیکھ کر سب
حال بیان کر دیا۔ ماں نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے۔ سو داگر کے یہاں پیام بھیجا کہ لڑکی
کو ہمارے ہاتھ بچاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ ادھر اس کینزک کی حالت بھی خراب تھی اپنے
آپ گھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ اسے دق ہو گئی۔ سو داگر نے یہ دیکھ کر سو داگر لیا اور کینزک اس
گھر میں آئی۔ نوجوان کے سب اعضا آگے اور تندرست سے مجبور کے آنے کی خبر دینی شروع
کی کہ کہیں شادی مرگ نہ ہو جائے غرض جب وہ سامنے آئی تو لڑکے نے سب کو ہٹا دیا کہ
راستہ خالی کر دتا کہ میں اس جمال جہاں آ رہا ہوں ایک نظر ڈال سکوں۔ جس وقت نوجوان کی
نظر اس کو کب ڈری پر پڑی دونوں ہاتھ بغلیں ہونے کے لئے پھیلا دیئے لگھوں نے لڑکی
کو سینہ پر ڈال دیا۔ دونوں کا سینہ سے سینہ ملا اور لڑکا جان بحق تسلیم ہو گیا۔ یہ عشق کی
ایک کترین تھی۔ پس اس تجلی اور نعمت کا کیا پرچھا جو جمال و جمیل دونوں کی خالق کی تجلی
ہو۔ جب اس بھید کی طلب سز پر سوار ہوگی تو کیا حال ہوگا۔ اب سنو کہ ہم جو ہر ایک کا ہاتھ
اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور مرید کر لیتے ہیں تو اس لئے کہ ہم ہی کام کے لئے بنائے گئے ہیں کہ اس بھید سے
لوگوں کو آشنا کریں۔ ہماری مثال ایک شکاری کی سی ہے جس نے جال بچھا دیا ہے اور مرغ
زیرک کا انتظار ہے اس آئنا میں چھوٹی موٹی چڑیاں بھی جال میں آجائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔
اگر جاہ تمہارے لئے مانع ہے تو اسے کوئیں میں ڈالو اور اگر کوئی اور شے دامن گیر
ہے تو اس پر بھی مٹی ڈالو اور آؤ ادھر آؤ سے

ہر دو عالم بد و مباد کہ کن

چہ بگوئیں می شوی مغرور

فوائد

شک ماسومی اللہ اور حصول قرب الہی کے بیان میں

فدا کی یاد اور اس کے کام کے سوا جو کچھ بھی ہے سب خرافات ہے لہو و لعب ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے۔ کیا جو شے خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ ممنوع نہ کہی جائے گی؟ ایسی باتوں میں خبردار مت پڑنا۔ کہیں آبِ رواں پر کوئی نقش بنایا جاسکتا ہے۔ شور زمین میں کھیتی کرنے سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ اندھیرے راستے میں آفتاب عالم تاب کا انتظار مت کرو۔ سب کو دل سے دور رکھو اور صرف خدا کو اس میں جگہ دو۔ پیر سے مدد لو اور این و آن میں دل مت اٹکاؤ۔ اس میں شک نہیں کہ تدبیر معاش لایہی شے ہے مگر اس میں اتنا اہماک نہ چلائیے کہ بندہ خدا کو بھول جائے اور اس کی یاد میں غفلت کرنے لگے۔ استغفر اللہ۔

جو شے کہ خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ حرام ہے اس میں کبھی برکت نہیں ہوتی اس مختوڑے کو بہت سمجھنا، خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ کہاں میں اور کہاں یہ کام، ہر شخص میں خدائے و تائب نے اس کی استعداد و قابلیت رکھی ہے جو میں کہتا ہوں اور جب بیروں نے کہ ہے اس پر عمل کر کے دیکھو تو سہی۔ ایسا جہاں نظر آئے گا کہ کبھی نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی دہم کا اُدھر سے گذر رہا ہوگا۔ ہماری بھی عجیب حالت ہے ہر شخص سے چلتے

۱۵ ماہی از مکتوبات نمبر (۲۸ و ۲۹) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مرلانا قطب بدر

دیگر ساکنان کجرات و بعض دیگر مریدین ۱۲۔

ہیں کہ ادھر آئے۔ ہاتھوں میں شرابِ محبت الہی کا خم لے کر کھڑے ہیں۔ شرابِ حقیقت
 مار رہی ہے اور راہ گیروں کے لئے سبیل رکھی ہوئی ہے ایک شخص اس میں سے قدح
 بھر کر صدا لگا رہا ہے جیٹی علی الراح والرحمان۔ یہ اور رحمت و رزق الہی کے پیلے پورے۔
 لیکن لوگوں کی یہ بے پروائی ہے کہ کوئی ادھر رخ ہی نہیں کرتا اور ہماری صدا پر لبیک
 ہی نہیں کہتا۔ کب تک آخر اس اندھیری کوٹھڑی میں رہتا ہے آخر ایک دن سب سامان
 اٹھا کر صحرائے عدم میں بستر لگائیں گے۔ میگاٹوں سے خلاصی حاصل کرنے کی خوشی منائیں گے
 اور اپنے نشان کا علم میدان لاہوتی میں نصب کریں گے اور اطرافِ عالم کو آراستہ پیراستہ
 کریں گے اور جہاں اپنا بلجاو ماوا اور جائے قرار ہے وہاں گھر بنائیں گے۔ اپنے وقت
 کے خود مالک و سلطان ہوں گے، کچھ روحانی اشیاء روحانی عالم کے باشندوں کو تحفوں
 اور پھر اس سے آگے اور اونچے اڑیں گے، حتیٰ کہ ایک کے ساتھ ایک چھو جائیں گے
 یہاں تک کہ اپنا نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ خود ہی اپنی باتیں، خود اپنے سے، اپنے ہی
 حال کی اپنے ہی نفس سے کریں گے۔ والسلام۔

ع سے اس اتحاد سے فہم ہو جانا مراد نہیں بلکہ اپنی فنایت تمامہ مراد ہے۔ (متزجم)

فائدہ

محبت الہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ کا ہر حال میں شکر ہے، 'آم میں بھی، تکلیف میں بھی، نرمی میں بھی' گری میں بھی اور سب تعریفیں ہر حال میں اسی کے لئے ہیں پھر درد و نا محدود اس ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جو تمام انبیاء کے سردار ہیں اور آپ کے اصحاب و اولادِ عترت پر۔

تمام اہل تحقیق کے سامنے یہ مسلم ہے کہ تمام کاموں میں سب سے بڑا کام اور تمام مقصدوں میں سب سے اہم مقصد محبت اللہ جل و علی ہے۔ محبت کے اسلوب کے اسباب و موجبات طرح طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عقلمند آدمی یہ سوچتا ہے کہ جب ہر شے فنا ہونے والی ہے تو عمر کو کس کام میں صرف کرنا چاہیے۔ سب سے بہتر اور عمدہ شے عبادت الہی ہے مگر اسے بھی فنا ہے۔ آج ایک آدمی نماز پڑھتا ہے بہترین طریقہ پر، تمام شرائط پورے پورے ادا کر کے پڑھتا ہے۔ کل قیامت کے روز اسے اس نیکی کا پھل ملے گا۔ لیکن نماز کہاں ہوگی؟ صرف درختہ خیال میں جنت انعام و اکرام کی جگہ ہے۔ مشقت و تکلیف کی جگہ نہیں۔ وہاں یہ ریاضتیں کہاں ادا کر کوئی پڑھے گا تو جہاں اور بہت سی لذت و مرغوب اشیا وہاں ہوں گی لذت لینے کیلئے وہاں ایک یہ شے بھی ہوگی یعنی لذات میں اس کا بھی شمار ہوگا مگر نماز نہ ہوگی۔ جب اس کا یہ حال ہو گا تو اس

جہاں کی اور اشیاء یعنی مال و جاہ و قوت و عیش سے تمتع کا کیا ذکر۔ لیکن محبت الہی
 سبحانہ و تعالیٰ کو دوام ہے وہ رہے گی وہ ازل وابدی ہے۔ جب محبوب خود اثر
 ابدی ہے تو اس کی دوستی بھی ایسی ہوتی۔ پس جس کو قلب سلیم عطا ہوا ہے وہ سب کو
 پس پشت ڈال کر صرف محبت الہی کی طرف رُخ کرتا ہے۔ حکیم تینائی فرماتے ہیں کہ حکمت
 ہمت کدہ ہی تقاضا ہے کہ سوائے اللہ جل شانہ کے اور کسی کی طلب میں عمر عزیز صرف
 نہ کی جائے۔ ہاں ایسا ہی ہے مگر میری بھی بات سن لو طالب جس میں محبت کا مادہ بھر دیا
 گیا ہے اور عاشق جو سوز و گداز عشق میں مبتلا ہے وہ دوسری ہی شے ہے۔ وہ اس سب
 کے پرے ہے۔ اس کا باطن اس ذات قدسی و بیوہ کی طلب میں مہنک ہے جو تمام
 ہودات کے پرے اور جملہ نسبت و اضافات کے ورے ہے۔ ناصح مشفق یہ نصیحت
 فرماتے ہیں کہ اے حیض دالی کے پیچھے کہاں مٹی کا ڈھیر اور کہاں سب کا پالن باز کہاں
 میلا کچھڑ اور کہاں تمام جہازوں کا پروردگار اور اس کی باتیں۔ تیری ہستی ہی کیا ہے اپنی جگہ
 پر قائم رہ اور خط بندگی کو درست کر اور امیدوار رہ کہ کل تجھے بھی نجات مل جائے گی اور
 جنت میں رہنے کو جگہ ملے گی یہ غریب بھی سوچتا ہے کہ ہاں یہ لوگ نصیحت تو ٹھیک کر رہے
 ہیں۔ محبت میں یک گونہ جنسیت چاہیے۔ مجھ میں اور اس میں کیا نسبت۔ اس خط سے
 دل کو باز رکھ اور بس نماز، روزہ و تلاوت وغیرہ میں مشغول رہ۔ یہ سب سچ ہے۔ لیکن دل
 کی حالت اور ہی نظر آتی ہے وہ اپنی جگہ گرفتار ہے اور نہ چھوٹتا ہے اور نہ چھوٹنا
 چاہتا ہے۔

دل راز عشق چند ملامت کتم کہ پہچ
 محمد حسینی اپنے دل میں کہتا ہے، کیا خوب، یہ گرفتار بلا تو میں ہی ہوں سے
 محمد راز حال اوچہ پر سسی گرفتارم گرفتارم گرفتار
 ایک بھنور میں پڑا ہوا ہوں، نہ کوئی شے ہے جسے ہاتھ سے پکڑوں اور نہ اتنی سکت ہے

کہ کہیں مہاگ جاؤں۔ بس ایک شیخ کا دامن ہے جو ہاتھ میں ہے، اس وقت تک یہی حال ہے، قد و ہوا ہو گیا ہے مگر دل ویسا ہی والہ و شفیق ہے۔

ندانم برچہ گرد و آخراں کار مراد دل و مشورۃ خود کام
 پس اے برادر میری بات ماز کہ محبت الہی سبھی کچھ ہے اور پوری پوری محبت
 اسی وقت ہوتی ہے جب کہ پہلے معرفت حاصل ہو چکی ہو۔ جو کچھ تیرے پاس ہے
 کچھ نہ رہے گا۔ اگر کچھ عقل ہے تو عرضائے مت کر۔ کچھ وقت یاد الہی اور خدا کے کام
 میں بھی صرف کر۔ زن و فرزند اور مال و اسباب اور عیش و روزگار کی فکر کب تک ایک
 شخص ایک حسین و جمیل عورت کی طرف گھور رہا تھا۔ عورت نے مینار ہو کر پوچھا میرے
 پیچھے کیوں پڑ گیا ہے اور کیوں گھور رہا ہے اس نے کہا میں تیرا عاشق ہوں۔ عورت نے
 کہا دیکھو یہ پیچھے میری ہیں ہے جو مجھ سے بہتر ہے۔ اس نے پیچھے منہ کر کے دیکھا۔ عورت
 نے سر پر ایک دخول رسید کیا اور جھڑکی دی کہ اے مردک دعویٰ عشق کرتا ہے
 اور پھر یہ گمان کرتا ہے کہ مجھ سے بھی کوئی خوب تر ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ جس روز تمہیں
 قبر میں لٹائیں گے اس وقت سوائے اس ذات واحد کے جو احد و صمد و تد و فرض
 ہے اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہوگا؟ کوئی نہیں۔ پس اے جو ان مرد کچھ اس ذات کے
 ساتھ بھی مشغول رہ جس کے سوا اور کوئی شے تیرے ساتھ نہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ان آخری الفاظ کو یاد کر کہ الدرفیق الا علی۔ اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو
 خیر کم سے کم جادۂ شریعت پر قائم رہ۔ زمانہ اخیر ہے۔ اولیاء اللہ کم ہو گئے ہیں اور
 طالبان حق بہت کم ہیں۔ تمام گناہوں سے توبہ کر داس پر قائم رہو، ظاہری عبادت
 پر قائم رہنا ہی توبہ پر قائم رہنا ہے۔ والسلام

فشاء ۱۹

معرفت و محبت خدائے عزوجل اور دنیا کی قدر

اس عالم کو عالم مجاز کہتے ہیں اور مجاز کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ یہ عالم محل جو اہم حقیقت ہے۔ عالم حقیقت سے ایک علاقہ خالص کہتا ہے اولیٰ کے بموجب اس کا وجود بھی ہے۔ مشہور ہے کہ المجانہ قنطرة الحقیقة یعنی یہ عالم مجاز عالم حقیقت تک پہنچنے کا ایک پل ہے۔ اسی پل پر سے گذر کر وہاں پہنچتے ہیں پھر اس عالم میں لذتیں ہیں جمال ہے اور کمال کی صورت ہے۔ آدمی ان رکاوٹوں سے نہ رُکے یا وہ ان کی طرف سے بے پروا ہو کر چلا جائے تو امکان ہے کہ عالم حقیقت سے کچھ اسے مل جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مجاز یعنی وہ گذر کے ہے۔ اس عالم میں جو آتا ہے وہ گویا رہ گذر میں آتا ہے، ایک چلتا ہوا راستہ ہے پس جو کوئی اس میں قیام کرنے کی نیت رکھے گا وہ بیوقوف اور ذیوانہ ہو گا۔

آدمی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اس عالم کے غم میں نہ گھلائے۔ یہ سراب آسا ہے۔ سراب کو پانی سمجھنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے لیکن بایں ہمہ بے شباتی اس جہاں میں سب سے افضل شے کہتے ہیں کہ عبادت الہی اور علم ہے علم کے مراتب اعلیٰ ہیں۔ علم میں بھی امتاؤ اجتہاد سب سے اعظم شے ہے، مگر یہاں سے گذر جانے کے بعد نہ عبادت رہتی ہے اور نہ علم۔ صرف اس کا اثر اور ثواب رہ جاتا ہے جس کے بدلے جنت ملتی ہے پس

۱۲ ماخوذ از مکتوب نمبر (۳۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعضے مریدان و معتقدان

یہ افضل شے بھی فانی اور نائل شدنی ہوئی۔ اس شے کے بعد تعبد کا مرتبہ ہے، اس میں صلوٰۃ یعنی نماز سب سے بہتر ہے۔ اگر کوئی پوری پوری شرائط سے اسے ادا کرے تو خدائے عزوجل اس کے اخلاص کے بموجب قبول فرماتا اور ثواب عطا فرماتا ہے۔ حور و قصور، جنت کا ملنا اور دوزخ سے نجات اس کا ثمرہ ہے۔ لیکن مرنے کے بعد نماز نہیں رہتی اس لئے کہ دوسرا عالم جس میں بندہ منتقل ہوتا ہے انعام و اکرام کی جگہ ہے نہ کہ مشقت و تکلیف کی۔ پس جب یہ چیزیں سب کی سب سایہ کی طرح نائل ہو جانے والی ہیں تو پھر کس چیز کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ایسی جسے ثبات و قیام نصیب ہو۔ ایسی جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے، جب تک تم اس عالم میں رہو تمہارے ساتھ اس عالم میں رہے اور جب تم اس عالم سے جاؤ تو بھی وہ ساتھ ہی ساتھ وہاں رہے۔ جب تک قبر میں رہو وہ بھی تمہارے ساتھ قبر میں رہے اور جب قیامت میں اٹھو تو وہ بھی تمہارے ساتھ اٹھے۔ یہ چیز بس معرفت و محبت خدائے جل و علٰی ہے۔ محمد حسینؑ کا کہنا مانو اور ان دو چیزوں کے واسطے ہر دوسری چیز سے دست بردار ہو جاؤ۔ انہیں نہ زوال ہے نہ فنا۔ اگر ان دونوں میں سے کچھ بھی تمہیں یہاں مل گیا تو بس تم اللہ کے ساتھ رہ کر غنی اور تمام ماسوائے مستغنی ہو گئے۔ جتنے بنی اور ولی یہاں سے گئے سب اس لحاظ سے پشیمان گئے ہیں کہ انہوں نے اس دنیا کی قدر نہ جانی۔ ذات پاک و خرقہ شیخ کی قسم اس جہاں میں ایسی نقد نعمت ہے کہ اگر محرموں کو حقیقت حال معلوم ہو جائے تو اپنے جگر خون کر دیں اور اپنے آپ کو خائب و خاسر جانیں حیدت و ہمت تو یہ کہتی ہے کہ میں پردہ اٹھا دوں اور حقیقت کھول کر رکھ دوں لیکن واسطہ تقدیر الہی بیچ میں آجاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ نصیحت کرو خیر خواہی کرو۔ علم سکھاؤ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جو کوئی اس راہ میں آئے گا اور تمام شرط کے ساتھ طلب و سلوک میں قدم اٹھائے گا اس کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق ہم

ان پر دلوں کو اٹھاتے جائیں گے ورنہ ہماری مہر لگی ہوئی ہے اسے کوئی تڑپ نہیں
سکتا۔ ختم اللہ علی قلوبہم اس کے ذمہ معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کافروں کے
دلوں پر جو غیر خدا کو عبادت میں شریک کرتے ہیں مہر لگا دی گئی ہے چنانچہ وہ اسی
حال پر مرتے ہیں۔ دوم یہ ہے کہ بعض مومنوں پر مہر لگا دی گئی ہے کہ وہ اس اعتقاد پر
جم گئے ہیں کہ اس جہاں میں الہیات سے ہمیں کچھ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اسی عقیدہ پر
رہتے ہیں اور اسی پر لوگوں کو بلا تے ہیں اور اسے لہذ فی اللہ تصور کرتے ہیں۔ ان
علمائے ظاہر و خور میں فقیہوں پر افسوس ہے۔

لسے دوستوں سے عزیزو۔ خدائے عزوجل کے کرم سے تمہارے پاس سب
چیزیں ہیں۔ ہاتھ پاؤں، زبان و فرزند سب ہی کچھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ سب کچھ تو ہے
ایک شے نہ ہو نہ ہسی۔ خدا کے لئے ذرا استاد ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات
سنو وہ کہتے ہیں کہ جب آیت فمن شوج اللہ صلواتہ الا سلام فہو علی نور
من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ۔ (کیا وہ شخص جس کا بہرا
خدا نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی بھیجی ہوئی روشنی پر چلتا
ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا ہے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جن
کے دل یا خدا سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں) نازل ہوئی تو صحابہ نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مخرج صدر کے معنی پوچھے جس کا قرآن میں یوں ذکر فرمایا گیا ہے۔
آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نر ہے جو بندۂ مومن کے قلب میں ڈال دیا جاتا ہے۔
صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس نر کی علامات کیا ہیں آپ نے ارشاد فرمایا الجحانی
عن د امر الغرور و انابۃ الی د امر الخلود و الاستعداد للموت قبل نزولہ
یعنی اس دھوکہ کے گھر سے اعراض کرنا اور اس میں دل نہ لگانا اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے
گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت آنے کے پہلے اس کے لئے تیاری کر لینا۔ اس قدر

لکہ کرا استاد ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ توضیح فرماتے ہیں کہ وہ نور جو بارگاہ حق سبحانہ تعالیٰ سے آتا ہے وہ نور لوامع ہے جو علم کے تاروں سے چاندنی چٹکا تا ہے پھر نور طواع ہے جو اسرار کے فہم میں آنے کے بعد و لکو منور کرتا ہے اور ادراک و فہم کے ساتھ پرتو افگن ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور لوامع ہے جو ایقان کی زیادتی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر نور مکاشفہ ہے جو تجلی صفات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور مشاہدہ ہے جو ظہور ذات کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔ پس اے مرد نادان تو کیوں غافل سو رہا ہے۔ راستہ بھٹک کر اس پر خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں برسرِ راہ ہوں۔ استغفر اللہ اگر یہ نعمت نصیب ہو جائے تو زہے قسمت بڑی نعمت ملی ورنہ اس کام میں اگر سر بھی جاتا رہے تو کچھ پروا نہیں۔ اس کام کے پیچھے لگے رہو۔ ہر شخص کا ایک مقصد و مطلب ہوتا ہے۔ پس اگر تمہارا مطلب مقصد خدائے عزوجل ہے تو زہے کار۔ ایسے طالب کے لئے جو عقل رکھتا ہے بس اس قدر کافی ہے۔ والسلام۔

فوائد

ترک ہوائے نفس کے بیان میں

کوئی شخص اس وقت تک خدائے عزوجل کا راستہ طے نہیں کر سکا ہے جب تک کہ اپنی ہستی و خواہشات میں گرفتار رہا ہے۔ جب ان سے نجات حاصل کی تب وصال محبوب کی راہ ملی ہے جو شخص اس مقصد سے کسی ایک کام میں مستغرق رہا وہی ایک اعتبار سے اپنی خواہشات ہستی سے چند قدم پیچھے ہٹا ہے اور اس راہ میں چند قدم آگے بڑھتا ہے، مگر ایک شخص ہے کہ اکثر اوقات بہترین احوال میں صرف کرتا ہے۔ اس کے حق میں اصطلاح صوفیہ کے بموجب ہوائے ہستی سے باہر آنا اس وقت تک نہ کہا جائے گا جب تک کہ وہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر اس گرفتاری سے باہر نہ نکل آئے اور یہ بات اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک کہ اس نے کسی رہبر کی پیروی نہ کی ہو اور اس کے حکم پر نہ چلا ہو۔ میرے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص دوبار پیدا نہیں ہوا وہ ہرگز آسمانوں اور زمینوں کے ملکوت میں بار یا ب نہیں ہو سکتا۔ یہ دو ولادتیں درحقیقت یہ ہیں۔ ایک طبعی۔ دوسری حقیقی۔ طبعی وہ ہے جو انسان کی عادت جاریہ سے ہے۔ اور

۱۵ ماخوذ از مکتوب (۳۳) خواجہ بندہ ناز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجاناب بعض

مریدان چندیری و کاپی۔

عسے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود ادہی رحمۃ اللہ علیہ۔

حقیقی وہ ہے جس کو اس طرح سمجھو یعنی انسان بوجہ اس کے کہ وہ بھی ایک حیوان ہے اور حیوانیت کے جذبات مثلاً غضب و غصہ و شہوات نفسانی وغیرہ جو جانوروں کے صفات ہیں اس میں بھی پیدا کئے گئے ہیں اس کے لئے ان کو روکنا، حد اعتدال میں رکھنا اور نفس کے لئے انھیں ترک مطلق کر کے خدا کے لئے حسب ضرورت کام میں لانا ان صفات حیوانی سے باہر آنا ہے۔ یہی ولادت حقیقی ہے۔ جب یہ ولادت نصیب ہوتی ہے۔ تب خدائے جل و علیٰ کا وہ لطف جو انھیں خواص کے ساتھ مخصوص ہے اس پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔

تہیں جو حسن عطا کیا گیا ہے اس میں ایک حسن صورت ہے اور ایک حسن معنی۔ حسن صورت کو تم جانتے ہی ہو مگر حسن معنی اس وقت تک جلوہ گر نہیں ہوتا جب تک کہ تم میں حسن صورت سے قطع نظر ملکوتی صفات بھی نہ ہوں جتنی حیوانی صفتیں ہیں وہ سب نازل ہو گئی ہوں اور ملکوتی صفات باقی رہ گئی ہوں۔ جب تک چھلکا دور نہیں کیا جاتا مغز نہیں ہاتھ آتا۔ صفات حیوانی پوست کے مانند ہیں اور صفات ملکوتی مغز کے مانند اس لئے حیوانیت کو دور کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہر چیز کے خلاصہ کو ملکوت کہتے ہیں کہ ملکوت کُل شی باطنہ یعنی ہر شے کا باطن اس کا ملکوت کہلاتا ہے۔ ولادت معنوی سے اسے ملکوت کی راہ ملتی ہے یعنی جب تک کہ آدمی خسیس اور رذیل خواہشات کو ترک کر کے صفات حسنہ نہیں پیدا کرتا آسمانوں اور زمینوں کے خلاصہ تک جو ان کا باطن اور ستر ہے رسائی نہیں ہوتی حدیث شریف میں ہے کہ لولا الشیاطین یہومون۔ یہومون حول قلب نبی آدم لینی نظر والی ملکوت السموات یعنی اگر شیاطین انسان کے قلب میں خطرات اور رکاوٹیں نہ ڈالتے رہتے تو وہ آسمانوں کے خلاصہ اور باطن کو دیکھ سکتا۔ خطرات و ہوا جس نفسانی خواہشات اور حیوانی آرزوؤں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر

آدمی ان خواہشات اور آرزوؤں کے پیچھے نہ پڑے تو شیطان و نفس کی پیروی سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور اسے آسمانوں کا باطن نظر آسکتا ہے اور اپنی حقیقت سے آگاہ ہو سکتا ہے یا ایہا الذین آمنوا علیکم النفسکم (یعنی مکے ایمان والو اپنے نفس سے آگاہ و خیردار رہو) کے یہی معنی ہیں۔ بہر حال نہ تم سے باہر کوئی کام ہے اور نہ تمہارے سوا کوئی دوسرا یاز ہے۔ تم اپنے آپ کو کسب کرو۔ اور ہر شے کو اپنے ہی ساتھ اور اپنے ہی اندر تلاش کرو۔ بشرط طلب تمہیں اور بتا دی گئی ہے یعنی جو اسے نفسانی سے نجات حاصل کرنا اور مرادات نفسانی کو ترک کرنا۔ جب تک کہ یہ شرط جو مطلوب ہے پوری نہ ہوگی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ حیوانوں اور انسانوں میں یہی فرق ہے۔ انسان میں خداوانی۔ خدا شناسی۔ خدا پرستی اور خدا بینی ہوتی چاہیے ورنہ وہ دو پاؤں کا ایک جانور کہا جائے گا۔ انسان کو احسن تقویم سے نسبت اس لئے دی گئی ہے کہ اسے عبادت و معرفت خاص حاصل ہوتی ہے۔ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اب تم بتاؤ کہ کس کام میں عمر بسر کر رہے ہو، چاہو تو خوار جیو، مرد اور مرد اور خیر حاصل رہو۔ آخر اپنے آپ کو کیوں نقصان میں رکھتے ہو۔ اچھا پانی چھوڑ کر گدلا پانی پی رہے ہو۔ قبول و وجدان کے بعد اب محرومی اور خسران میں پڑ گئے ہو۔ تمام ممالک جنہیں دولت تو از میں دلتی غافل اس قدر عمر بیکار گز گئی۔ نفس کی خدمت جو کرتے رہے اس سے کیا نقد نصیب ہوا۔ آج سب کچھ تمہارے لئے ممکن اور قریب الاصول ہے کل یہ بات نہ ہوگی۔ جب قدر ہو سکے تمہیں خدائے عزوجل کے ساتھ مشغول رہنا چاہیے مگر تم ہو کہ اس نعمت سے محرومی پر قانع ہو۔ کیا اچھا ہو کہ ایک رفیل و شینغ چیز کو چھوڑ کر لطیف و شریف چیز اختیار کرو۔ اس تجارت میں بس نفع ہی نفع ہے۔

فوائد

سلوک و توجہ سر و تخیلیہ و تجلیہ کے بیان میں

سلوک کی بنیاد تخیلیہ و تجلیہ پر ہے۔ تخیلیہ سے مراد ہے اللہ جل شانہ کے سوا اور سب طرف سے دل کو ہٹا لینا اور تجلیہ سے مراد ہے نفس کا تزکیہ اور جلا۔ توجہ تمام کے ساتھ اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہونے اور نفس کو طرح طرح کی عبادتوں میں مشغول رکھنے سے جلائے باطن حاصل ہوتی ہے جس نے یہ دو نعمتیں پالیں اسے دونوں جہاں کی نعمتیں مل گئیں۔

خدائے عزوجل تک جو لوگ پہنچے ہیں وہ ہوائے نفس کے خلاف عمل کرنے، اللہ کی یاد میں راتوں کو جاگنے، دن میں روزے رکھنے اور کھانے پینے میں کمی کرنے اور دوام متوجہ رہنے سے اس مرتبہ پر پہنچے ہیں۔ اس نعمت کے حصول کے لئے پیر کی توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم سے جو پیر نے فرمایا ہم اس پر چلے اور ان کی اقتدا کی برکت سے فضل الہی ہمارے شامل ہوا اور تمام مرادیں مل گئیں۔ یہ ایک کلیتہاً ہے جو میں کہہ رہا ہوں جزئیات کو اسی پر تطبیق دے لو۔ جہاں ہوائے نفس ہو اسے ترک کر دو جہاں کوئی آرزو ہو اسے نظر سے دور کر دو۔ دیکھو تو پھر کیا کیا نعمتیں نصیب

۱۔ خود از مکتوبات (۳۲-۳۵-۶۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعض مریدان گجرات تک قطب الدین وغیرہ

۲۔ آرزو سے مراد میں شیخ علی کی کتاب میں جن کی بناء وہی خواہشات پر ہو اور ہوا ہوس انکی بنیاد ہو ۱۲۔

ہوتی ہیں۔

تخلیہ میں جہاں اعراض عاصوی اللہ شرط ہے اس سے مراد ہے تمام مال و مشا
 جاہ و جلال عز و کمال، فرد و قار، ہوا و نوال، افتقار و غنا وغیرہ اس میں سب آگیا وہ ایک
 کلتیہ ہے اس کی تفصیل ہر شخص خود سمجھ لیا کرتا ہے اسی طرح تخلیہ بھی ایک کلتیہ ہے جس
 میں تہذیب اخلاق، اعتدال غضب و غصہ شہوت واکل و شرب سب آگیا۔ غصہ اگر
 آئے تو دینی امر میں جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لڑائی میں شان ہوتی تھی۔ اعتدال
 شہوت سے اگر یہ نیت ہو کہ نکاح سے دفع تعلق و تشویش کیا جائے یا ولد صالح کی توقع
 کی جائے تو اس کا بیخ بھی بدل جاتا ہے اور بانی سے نیکی کی طرف آجاتا ہے۔ کھانے
 پینے میں اعتدال کے معنی یہ ہیں کہ صرف اس قدر کھائے جو جسم کو قائم رکھے اور صحت و
 تندرستی کے لئے ضروری ہو اور قلب میں اضطراب نہ پیدا ہو۔ سونے میں اعتدال کے
 معنی یہ ہیں کہ تمام رات میں ایک ربع سوتے۔ ایک ربع نماز و تلاوت و اوراد کے
 لئے رکھے۔ باقی حصہ ذکر و مراقبہ میں گزارے۔ اعتدال اس حد تک رکھے جس قدر کہ
 اس کی ہمت و طاقت ہو اعتدال حرص سے مراد ہے صرف اس قدر رعایت کرنا کہ
 طاعت و عبادت سے جی نہ گھبرا جائے۔ خاموش رہنا اور زیادہ باتیں نہ کرنا بہتر
 ہے۔ اپنے اس حال کو دوسروں سے کہتا نہ پھرے۔ کلام اتنا کرے جس قدر کہ
 ضرورت بشری بنے لئے لازمی ہو۔ تلاوت کلام مجید و اوراد و وظائف میں مشغول رہنے
 سے خود بخود گپ شپ میں کمی ہو جاتی ہے۔ بٹھنی اللہ نصیحت کرنے میں مضائقہ
 نہیں۔ اگر ان حکایتوں سے جو دل اپنے خیال میں رہتا رہتا ہے، دل کو نشاط اور جولانی
 معلوم ہو تو تحقیق جانو کہ حق تمہارا یار ہے اور اس کے علم نفسی میں جس میں تجرید و تغیر نہیں
 تم سعید ہو اور اگر اہمال و سستی یقین اوقات پر رخصا مندی و قناعت اور عبادتوں سے
 محرومی ہے تو بس سمجھو کہ نقصان و گمراہی و شقاوت ہے۔ عدائے عز و جل اس سے پناہ

میں رکے۔ بہر حال جس عبادت میں کہ دل کو متوجہ اور خوش پاؤ اور دل میں گرہ نہ پڑے
اسے کرتے رہو۔ پیر کی توجہ کے ساتھ، اوراد و خائف کی پابندی کے ساتھ رات دن
انگے پیچھے یادِ حق میں لگے رہو اور بندگانِ الہی کے ساتھ لطف و مہربانی، ان کے ساتھ نیکی
کرنا اور عام و خاص سب کے ساتھ احسان کرنا، چھوٹے بڑے عظیم و حقیر، بعید و قریب،
غلام و کینز، سب کی جفا سہنا اور بدلہ نہ لینا، ان کی ایذا دہی پر صبر کرنا اہلی کام ہے۔
نصیحت ہمیں است جانِ برادر کہ اوقات ضائع ممکن تا توانی

اے عزیز خواجہ ہو یا سلطان، گدا ہو یا بادشاہ، غلام ہو یا آقا، عالم ہو یا جاہل،
فقیر ہو یا صوفی۔ اگر یہ دو صفتیں یعنی تخلیہ و تجلیہ تم میں ہیں تو دونوں جہان کی نیک بستی
تمہارے نصیب میں ہے۔ نفس کو مہنیا بت شرع سے پاک رکھنا اور دل کو یادِ حق
تعالیٰ میں مشغول رکھنا یہی تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے۔ یاد رکھو پیر کی یاد بھی ضروری ہے
جو یادِ حق میں معین ہوتی ہے بلکہ بغیر یادِ پیر کے یادِ حق حاصل ہی نہیں ہوتی کیونکہ یادِ
پیر ایک سیرٹھی ہے جو مقصود یعنی یادِ حق تک پہنچاتی ہے۔ جس شخص میں ان دو صفتوں
میں سے کوئی صفت نہیں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

یہ پانچ سورتیں یاد کرو یعنی سورہ یسین، سورہ فوج، سورہ فتح سورہ واقعہ اور سورہ
مک روز پڑھ لیا کرو اور بستر خواب پر جانے کے قبل پانچ مرتبہ یہ ورد شریف
اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک ونبیک وحبیبک وعلی
اللہ اور اسی قدر سورہ اخلاص پڑھ لیا کرو۔ اس کے بعد پلنگ پر قدم رکھو۔ تجلید
بیعت جس طرح پر کہ بیان کیا گیا ہے کر لیا کرو اور اس کی بڑی قدر کرو اور ایک لمحہ
کے لئے بھی یادِ پیر سے خالی نہ رہو اور تمام دینی اور دنیاوی امور میں پیر کی یاد مقدم
رکھو۔ یہی سب کچھ ہے، باقی سب بے کار ہے۔

یہ چند سطریں جو میں نے لکھی ہیں اچھی طرح پڑھو جو کوئی اپنی رحمت و بہت کے

مطابق ہمارے کہنے پر عمل کرتا رہے گا وہ یقیناً محروم نہ رہے گا، خبردار نا اہل
 مت ہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا، یہ بدگمانی اچھی نہیں۔ سوائے کفار
 کے اور کوئی رحمت الہی سے مایوس نہیں ہوتا۔ پیر کا دامن تھا تو۔ ہر کام میں اسے پیشیا
 بناؤ، جو حکم دے اس پر عمل کرو جہاں لے جائے جاؤ۔ تھوڑی ہی مدت میں حکومت
 جبروت و لاہوت سب کے مالک ہو جاؤ گے۔ اگر فرض کرو کہ تم میں اس حد تک قابلیت
 نہیں ہے بارے قائدے سے خالی نہ رہو گے۔ اگر ہمارے کہنے پر عمل کرو گے تو کچھ کمی
 نہ ہوگی اور بالآخر مقصود تک پہنچ جاؤ گے، تم کیوں دُور دور بھٹکتے پھرتے ہو اور اپنی
 مفروضہ محرومی پر راضی ہو گئے ہو۔

افسوس کہ ہاتھ میں جام ہے اور تو ہوشیار ہے، معشوقہ تیرے ساتھ ہے اور
 تو بھولا ہوا ہے۔ اے برادر اس ماہ میں کوئی نقصان نہیں، جس نے اس میں زیاں اٹھایا
 اس نے بھی تمام منافعوں پر صبد ہزار شرف و بزرگی حاصل کی۔ اے نادان کیا تجھے اچھا نہیں
 معلوم ہوتا کہ ہمنشین خلیل اللہ اور ہم کا یہ کلمہ کلیم اللہ اور ہمہ از اے روح اللہ اور قدم بہ قدم
 حبیب اللہ ہو۔ اے عزیز ختم جو کوشش مار رہا ہے اور راستہ چلنے والوں کے لئے رکھڈ
 پر سبیل لگا دی گئی ہے اور ساقی غیب ہاتھ میں قدح لے کر بلند آواز سے صدا دے رہا
 ہے کہ حی علی الروح والرحمان حی علی الذوق والوجدان لوگو آؤ اور رحمت و
 رزق الہی اور ذوق الہی اور ذوق وجدان لامتناہی کے پیالے پیر۔ مگر حیرت
 ہے کہ ماہ چلنے والے ادھر رخ ہی نہیں کرتے اور اپنے حرمان پر قناعت کئے ہوئے
 ہیں۔

فوائد

مستقیم چلنے اور فراغِ دل سے یادِ الہی کر کے بیان میں

اے عزیز! ایک شخص سہرا راہ کھڑا ہوا ہے تاکہ راستہ بتائے۔ ایک راستہ دائیں طرف جاتا ہے اور دوسرا بائیں طرف۔ لوگ ہیں کہ جوق در جوق بائیں طرف چلے جا رہے ہیں۔ یہ مرد فریاد کر رہا ہے۔ اے عقلمندو! جس راستہ پر تم جا رہے ہو یہ خراب و خطرناک ہے، جو اس طرف سے گیا ہے سلامتی کے ساتھ کبھی منزل پر نہیں پہنچا اور درمیان ہی میں ہلاک ہو گیا اور خواری و زاری کے ساتھ جان دی ہے۔ یہ دوسرا راستہ جو دائیں طرف ہے امن و امان و راحت و فراغت کا راستہ ہے اس میں سلامتی اور نفع ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ لوگ اس شخص کو سچا تو سمجھتے ہیں اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ مگر بائیں ہمہ ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں اور اسی بائیں طرف والے راستہ پر جو خطرناک ہے چلے جا رہے ہیں، یہ بیچارہ راستہ بتانے والا تنہا کھڑا بجا رہا ہے مگر کوئی اس کے کہنے پر عمل نہیں کرتا۔

اے میرے دوستو! سوچو تو سہی کہ ان دونوں میں سے تم کس جماعت میں ہو۔ بائیں طرف جانے والے ایمان رکھتے ہیں۔ جڑائے عمل کے قایل ہیں بعث و نشر پر انہیں اقرار ہے لیکن پھر بھی ادھر جا رہے ہیں جہاں نشادِ لامتناہی نہیں گئے اور بعدِ مطلوب

۱۔ انوارِ معجزات نمبر (۳۶-۳۷-۳۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دادا رضی اللہ تعالیٰ بجا نیک دادو خان افغان۔ قلب خان و جمال خان۔

اور ذلت و خواری میں گرفتار ہوں گے۔ شاید یہ سب سوچ کر سیدھے راستہ پر آجائیں
ہو اور پرستی سے باز آ کر بالآخر خدا پرستی اختیار کریں۔ وہ دن ضرور آنے والا ہے کہ اس وقت
سب اپنے کئے پر پشیمان ہوں گے مگر اس وقت اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

پانچ باتوں کو پانچ باتوں کے قبل غنیمت سمجھو۔ ان میں سے ایک فراغت بھی ہے جو
آج نصیب ہے۔ کل ممکن ہے کہ نہ رہے۔ کوئی بنی و ولی نہیں ہے جو موت کے وقت
پشیمان نہ رہا ہو کہ ہائے ہم نے اس زندگی کو غنیمت نہ سمجھا اور اس کی قدر نہ جانی۔
جس حال میں ہو رہا ہو۔ جہاں ہو وہیں رہو مگر اک پاک نفس کے ساتھ یاد خدا نے
غزوہ جہل میں مشغول رہو، اگر تمہیں یہ بات نصیب ہو جائے تو سمجھ لو کہ تمام سعادت مندیاں
اور نیک بختیاں تمہیں مل گئیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ ایسی سعادت جس کا مبداء وہی ہو اور منتہی
بھی وہی ہمیں تمہیں نصیب کرے۔ والسلام

ع یعنی جان کو بڑھانے کے قبل۔ مہذبہ رستی کو بیماری کے قبل۔ تو نگری کو محتاجی کے قبل۔ نراحت
کو مشغولی کے قبل اور زندگی کو موت کے قبل غنیمت جانو ۱۲۔

فوائد ۲۳

عمل کرنے اور مشغول بنجانے کے بیان میں

تقدیر الہی کا قلم جاری ہے اور قضائے الہی کی زبان گویا ہے کہ سعید وہی ہے جو مال کے پیٹ سے سعید پیدا ہوا اور شقی وہ ہے جو مال کے پیٹ سے شقی پیدا ہوا۔ یعنی بچہ ابھی شکم مادر ہی میں تھا کہ قضاء و قدر نے لکھ دیا یہ شقی ہے اور یہ سعید السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ بطن ام کے دو معنی لئے گئے ہیں ایک مال کا پیٹ دوسرے ام الکتاب جس سے مراد ہے اللہ جل شانہ کا علم نفسی، اول الذکر معنی لئے جائیں تو یہ حدیث تائید کرتی ہے اکتب الاجل والرزق وانہ شقی وسعید یعنی فرشتہ کو یہ فرمان ہوا کہ بندہ کی عمر رزق نیک بختی اور بد بختی سب لکھ اور اگر ام الکتاب مراد ہے تو یہ آیت ہے یحو اللہ ما یشاء ویشبت وعندہ أمر الکتاب ام الکتاب سے یہاں مراد علم نفسی ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور اللہ جل شانہ جس شے کو محو فرمائے یا قائم رکھتا ہے اسے علم نفسی کے موجب رکھتا ہے غرض کہ جب صحابہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ عمل کرنے سے اب کیا فائدہ ہمارا انجام تو لکھا ہی جا چکا ہے بس اسی پر بھروسہ رکھیں، آپ نے فرمایا نہیں عمل کرو کسی کو نہیں معلوم وہ شقی پیدا ہوا ہے یا سعید، صرف عمل ہی سے ایک اشارہ ملتا ہے۔ جس انجام پر بندہ پیدا کیا گیا ہے اسی کے مطابق اس سے

۱۔ ماخوذ از مکتوب نمبر (۴۰) خواجہ بندہ نواز گیسو داز رضی اللہ تعالیٰ بجانہ خواجہ محمد یوسف۔

عمل واقع ہوں گے یعنی اگر سعید پیدا ہوا ہے تو اسے اعمال سعادت کی توفیق ہوگی اور
 عمل صالح ایک طور پر اس نتیجہ کے لئے ایک دلیل بن گیا کہ بندہ نیک بخت ہے اور اللہ
 جل شانہ کے علم نفسی میں اس کے لئے بڑا درجہ رکھا گیا ہے لہذا ہم سب کو عمل صالح کی پریس
 کرنا چاہئے اور نفس کی ان تشویشات شیطانی میں نہ پڑنا چاہئے کہ اگر خدا نیک عمل کی توفیق دے گا
 تو کریں گے ورنہ نہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ نیک کام توفیق الہی ہی سے ہوا کرتے ہیں، لیکن تحقیق
 یہ ہے کہ اگر تم اپنے دل میں ایک عزم مستقل اور مضبوط ارادہ پاداد اس طرف اہتمام کے
 ساتھ تصدیق ہو اور دل بھی راضی اور خوش ہو کہ اللہ جل شانہ کی عبادت اور اعمالِ حسنہ
 میں جس قدر ہو سکے کوشش کی جائے تو یہ حالت بتائے گی کہ تم کو توفیق نیک حاصل ہوتی
 اور تمہاری تقدیر کا لکھا کیا ہے، اگر اس تحقیق کا اعتبار نہ کرو گے اور دل میں وہم اور شک
 لاؤ گے تو کبھی حقیقت کا راستہ نہیں مل سکتا۔ اپنے وجود کو طوفانِ نوح میں مت غرق کر دو۔
 اگر ہو سکتا ہے تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ کتنا افسوس ہوگا کہ اس جہاں سے تم چلے جاؤ
 اور تمہیں کوئی نقد نعمت نہ ملے یہ تو ایسا ہی ہے کہ سر میں تجارت کا سودا ہے اور سرمایہ
 گم ہو گیا ہے۔ سرمایہ کی فراہمی کئے تو کوشش نہیں کی جاتی اور تجارت نہ کر سکنے کا عزم
 ہے، اے برادرِ غافل اور بے عزم مت بیٹھو۔ انہو خدائے عزوجل کے ساتھ کچھ مشغول رہنے
 میں کوئی نقصان ہے، اگر اس سے نقصان ہو تو قیامت میں میرا دامن پکڑنا۔ آؤ اب
 بھی آجاؤ وقت باقی ہے۔ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ دربان بیکار اور معزول ہے۔ کوئی
 روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ وہ گذر کو عام بنا دیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ بس تو ہی محروم
 ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اس موقع سے فائدہ اٹھائیں گے اور مقصد حاصل کر لیں گے۔

فتاویٰ ۲۲

مواہب الہی اور مشغولی اوقات کے بیان میں

یاد رکھو کہ مواہب و عطایا کسب اور کمائی کے نتیجے ہوتے ہیں اگرچہ کمائی بھی ایک قسم کا عطیہ اور وہی شے ہے لیکن ظاہر صورت کو دیکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ کسب عمل کرو اور جو کچھ حاصل ہوا اُسے فضل اور نعمت الہی سمجھو جو خود دراصل ایک وہی شے ہے۔ صاف بات ہے کہ جو کوئی صابون استعمال کر کے کپڑے دھوئے گا اسی کے کپڑے صاف ہوں گے۔ خدائے عزوجل نے باوجود اپنے ہاتھ میں ہر طرح کی قدرت رکھنے کے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے۔ عطا وہی کرتا ہے لیکن سبب کو ایک ذریعہ بنا دیا ہے کہ لوگ اسے اختیار کریں اور بیکار اور اپاہج نہ بن جائیں۔ ہر طرح کی نیکیاں کرنے اور عبادت الہی کی جو مختلف صورتیں ہیں انہیں اختیار کرنے سے تصفیہ دل ہوتا ہے اگر یہ نعمت ہمیں حاصل ہو جائے اور عملہ افکار و تعلقات و انہماک قلمی سب اللہ جل شانہ ہی کی طرف ہو جائیں تو کیا کہنا۔ ایسے شخص کو گویا سب سعادتیں حاصل ہو گئیں۔

ہر صاعنت کسی نہ کسی شے کا پیش خمیہ ہوتی ہے کل یوم ہونی شان۔ ہر شخص کی جدوجہد اس کے حال کے مطابق ہوتی ہے پس تمہاری آرزو اور تمنا تمہارے لئے

۱۰۰ ماخذ از منظومات فیروز (۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
مولانا علامہ الدین گرامیری ثم کاپوری معاد فرمائے۔

باعث تفسیح اوقات ہے۔ وقت ضائع مت کرو جس نے اپنا وقت کھویا اس نے اپنے آپ کو کھویا۔ تمہارے بال بچے اور آنے جانے والے دوست احباب راہ حق میں کسی طرح مزاحم نہ ہونے چاہئیں کہیں تم اللہ جل شانہ کی مشغولی چھوڑ کر ان کے ساتھ مشغول و مہمک نہ ہو جانا دن کا کام دن ہی میں کر لو۔ رات کا انتظار مت کرنا اور رات کا کام رات ہی میں کر لو دن کا انتظار مت کرنا اور غیب سے جو ظہور میں آئے اس میں تشویش کو ہرگز راہ نہ دینا، مگر یہ کہ اپنا وقت ضائع مت کرو۔ آنے جانے والوں، لانے لے جانے والوں کو خدا کے سپرد کر دو اور اپنا وقت برباد کرنے سے بچو۔

نصیحت ہمیں است جان برادر کہ اوقات ضائع ممکن تا قرانی
 جو کچھ اس عالم سے رونما ہوا ہے پس پشت ڈال دو اور اپنے آپ کو ایک تنکے سے زیادہ
 وزنی مت سمجھو اور خدا کے سامنے اپنے کو خوار و زار و گسٹہ و شکستہ تصور کرتے رہو۔
 یاد رکھو کہ دل کو خلق اللہ سے پوری طرح ہٹا لینا اور رب البریاء سے دل لگانا
 تمام نعمتوں کا سرمایہ ہے اور اس کے فائدے بے اندازہ ہیں جب تک عمر وفا کرے
 اسی حال میں رہو اور آنکھ کے گوشے سے بھی ماسوی اللہ کی طرف نظر نہ کرنا۔ من کان
 یرجو لقاء ربہ فلیجعل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔

فوائد

محبت پیر اور عشق و محبت کے بیان میں

اس میں شک نہیں کہ حج بیت اللہ کرنے والوں کے لئے بڑا درجہ اور ثواب ہے مگر ازبہ سر رکھ کر دل کو رب بیت کے سپرد کرنا ایک ایسے بڑے شرف و فضل کی چیز ہے کہ وہ مدایج اس کے سامنے کچھ نہیں۔ یہ دل بیت العمور ہے۔ یہ دل ظلمت و نور کے خالق کا گھر ہے یہ دل ہر درد کا سرور ہے۔ یہ دل اپنے سے ہجور اور ذات واحد سے متحد و مخزن ہے۔ اسے اللہ تو ہی اپنے بندوں کو اپنا راستہ دکھا اور معرفت ذات و صفات سے کچھ عطا فرما۔

مرید جس قدر پیر کے حضور میں رہے گا اسی قدر زیادہ اس پر علوم الہی کا شوق و ولولہ پیدا ہوگا اور عشق الہی کا اثر کمشوف و روشن ہوگا۔ مجھ سے کوئی پوچھے کہ نیک بخت کون ہے تو میں کہوں گا وہ شخص جسے پیر جیسی نعمت نصیب ہوئی اور پیر کی محبت اس کے دل میں ڈالی گئی۔

اس طائفہ صوفیہ کے بعض مرید عشق کو ذات اور عاشق و معشوق کو اقتضائے ذات سمجھتے ہیں، ایسا کہ خواہ عشق چاہے یا نہ چاہے عاشق و معشوق دونوں اس سے دو چار ہوتے

۱۔ اخذ از مکتوبات (۲۵-۳۹-۵۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مولانا ابوالفتح
علاء کا پوری دقاصی سیف الدین و مولانا نظام الدین۔ مکتوبات (۳۶-۴۷-۴۸) کا مضمون دیگر
مکتوبات میں آگیا ہے اس لئے انہیں ترک کر دیا گیا ۱۲۔

تامل نہ بری کہ بہت اس رشتہ دو تو کی تو است نامل و فرغ بنگر تو کو
یہ گمان نہ کرنا کہ ایک ڈوری کے یہ دو دھاگے ہیں۔ نہیں بلکہ اگر خوب غور سے دیکھو گے
تو اصل و فرغ دونوں لحاظ سے سب تمہیں ایک ہی دھاگا نظر آئے گا۔ اسے بجائے سچ
کہتا ہوں کہ ہر چیز کہ اپنے آپ کو بھنور سے نکال کر دریا کے کنارے لا ڈالتا ہوں مگر
دریا غلام میں ہے اس کی ہر موج جو آسمان سے ٹکر کھاتی ہے طمانچہ مار کر بحیر غراب میں
ڈال دیتی ہے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن
لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ پروردگارا ہدایت دینے کے بعد اب
ہمارے دلوں کو ڈالناں ڈول مت کر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما
تعدد حقیقت بڑی بخشش و عطا فرمانے والا ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ میں نے کہا وہی اصل کار
ہے جو کچھ تمہارے آگے آئے اس سے گذر جاؤ اور کوئی توجہ نہ کرو۔ مقصود اس کے
بہت پر ہے۔

فوائد ۲۶

دربیان سلوک خدمت سلطان متعلقان

یہ وہ راہ ہے کہ جب تک روح اس قالب سے متعلق ہے ایک ماہ کیسا ایک سال بلکہ ہزار سال میں بھی منزل پر نہیں پہنچ سکتے، اگر میں نے یا تم نے ضعف و سستی کے ساتھ تھوڑی دیر کچھ کام کر لیا تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس راہ میں جان عزیز فدا کرنی چاہیے۔ بہر حال جس کام میں ہو گئے رہو کوئی ہرج نہیں لیکن عشا نے عزوجل کے ساتھ ہر وقت مشغول اور اپنے مقصود کی دُشمن میں رہو۔

مزاد اہل طریقت لپاس ظاہر نیست

مگر خدمت سلطان بہ بند و صوفی باش

تمہیں بادشاہ کی نوکری، باپ کی خدمت اور متعلقین کے حقوق ادا کرنے ہیں اگر تمہارا دل خدا اور پیر کی طرف متوجہ رہے تو کوئی مضائقہ نہیں جو کچھ ہو کر و مگر ہاں خلاف شرع مت کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً تمہاری ترقی ہوتی رہے گی۔ البتہ جو کام میں نے کرنے کے لئے کہا ہے اس میں فرق نہ آئے۔ ملک اور بادشاہ کی خدمت یا باپ اور متعلقین کے حقوق کی رعایت، زن و فرزند کی خیبر گیری، یہ سب کچھ سہی پھر بھی مقصود و مطلوب ضرور حاصل ہوگا۔ ہاں جلدی مت کرو۔ یہ راہ جلدی طے کرنے کی

۱۵ ماخوذ از مکتوب (۵۱) خواجہ بندہ نواز گیسو سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بجانب ملک عزیز الدین و ملک شہاب الدین ساکنان گلبرگہ ۱۲۔

ہیں ہے۔ بتدریج آہستہ آہستہ قطع ہوا کرتی ہے ہے
 اندک اندک علم گردوانگہی گویا شود
 قطرہ قطرہ جمع گردوانگہی دریا شود

ابتدائے کار میں میں نے بھی اپنے شیخ قدس سرہ العزیز سے عرض کیا تھا کہ اگر
 فرمان ہو تو پڑھنا لکھنا سب چھوڑ دوں اور فرمان شیخ کی تعمیل میں پوری طرد لگ جاؤں۔ فرمایا
 نہیں۔ اس کی اجازت نہیں دی مگر ان کے حکم کی تعمیل کی برکت سے آخر کار وہی ہو کر
 رہا اور ہم اس ماہ میں انجام کار غرق ہی ہو گئے۔ اس سنت دسیرت کے سوا تمہارے
 لئے بھی اور کوئی راستہ نہیں۔

فوائد

قضاء الہی و رضا بہ قضا کے بیان میں

ایک حدیث قدسی ہے کہ ماترددت فی امر کترددی فی قبض روح عبدی المؤمن یسکک موتہ وانا اکرمہ مساویہ لا یکن جری التقدید علی ذلک ولا بدالہ۔ جتنا میں اپنے بندۂ مؤمن کی روح کے قبض ہونے میں متردد رہا کسی میں نہ رہا وہ موت کو پسند نہیں کرتا ہے اور میں اس کی دشواری و ناخوشی نہیں پسند کرتا لیکن تقدیر ہی ہے اور اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔ اس حدیث کو نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جل شانہ بھی اپنی حکمت بالغہ سے بعض ایسے کام کرتا ہے جنہیں پسند نہیں فرماتا۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ کفر و معصیت مختلف واردات اسی قسم کی دیگر مکروہات وجود میں آتی ہیں اور یہ سب قضا و قدر الہی سے۔ اس لئے کہ علم الہی میں یہ ہے کہ یہ سب ظہور میں آئیں لیکن باوجود ان کے خالق ہونے کے اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا دنیا میں کفر و معصیت زیادہ ہے اور اطاعت و ایمان کم۔ طاعت سے وہ خوش ہوتا ہے اور معصیت سے ناخوش مگر پھر بھی انہیں خلق فرماتا ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بڑی حکمت ہے جب وہ ایسے امور بھی جو اسے نا پسند ہیں اور جن میں اس کی رضا نہیں اپنی حکمت کے تقاضے سے خلق

۱۰ ماخوذ از مکتوب نمبر (۵۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجا نبی خان
عظیم قدرناں۔

فرماتا ہے تو پھر ہم اور تم کہاں رہے جو یہ خام طبع کریں کہ جو کچھ ہمارے نزدیک اچھا ہے وہی اللہ جل شانہ ہمیشہ کرتا رہے۔ جس میں ہماری رضا ہے وہی وجود میں آئے اور جس سے ہم کراہت کرتے اور ناپسند کرتے ہیں وہ ظہور میں نہ آئے۔ یہ ایک متنائے محال اور فاسد گمان ہے اپنی کھوٹی پونجی جب وہ خود نہیں پسند کرتا تو دوسرے کی رضا جوئی کیا کرے گا پس جو رضائے الہی ہو اس پر سر رکھ دینا چاہیے۔ نفع ہو یا ضرر۔ خیر ہو یا شر۔ عقلمند آدمی ہوشیار اور صاحب فکر ہوتا ہے۔ اسے نامرضیات کے ظہور میں آنے سے رنج و الم کرنا نہ چاہیے اور سوائے صبر و خاموشی اور رضا بہ قضائے اور کچھ دل میں لانا نہ چاہیے۔

فائدہ

تحریریں بر محبت الہی و مشاغل مرزا و زوال

جاننا چاہیے کہ سب سے زیادہ اہم مطلب اور سب سے بڑا مقصد محبت خداوند
عزوجل ہے۔ عقلمند آدمی جس شے میں قیام نہیں دیکھتا اور جس شے میں طلوع و زوال
ہے یعنی بقا نہیں اس پر کبھی نگاہ بھی نہیں ڈالتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے اہباب کس
کام میں لگے ہوئے اور کس فکر میں مبتلا ہیں۔ یاد رکھو کہ جس شے میں ثبات نہیں اس
سے دل کو اٹکانا مناسب نہیں۔ یہ دنیا ایک ایسی معشوقہ ہے جس میں کوئی مہر و وفا نہیں
اور نخرے کرنے اور ٹھنکنے کے سوا اس کا کوئی اور کام نہیں۔ اس کا عاشق کبھی بامراد
نہیں ہوتا۔

برگزر زین سرلئے عزد فریب در شکن زین رباط مردم خوار
کلبہ کاندرو نخر اہی ماند سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

اے عزیز محبت الہی ایک گلزار ہے اگر ہونے کے تو اس میں سے کچھ پھول چن لو۔ ڈرتا
ہوں کہ کہیں موت نہ آجائے اور اس گلزار کی خوشبو سے تمہارا دماغ خالی رہے۔ سو کیا
رہے ہو اٹھو بیدار ہو کچھ کام کر لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھی میکار ہو جاؤں۔ جہاں تک ہر کے
اس جہان فانی سے کچھ حاصل کر لو جو عاقبت میں تو مشہ کا کام دے اور قیامت میں مراحم

۱۵ ماخوذ از مکتوب نمبر (۵۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجا تب قاضی علم الدین شیخ خزاندہ
اور دیگر یاران کجرات ۱۲۔

ربانی کا باعث ہو۔

مردوں کو میری نصیحت ہے کہ پانچ وقت جماعت سے نماز ادا کریں جمعہ کا غسل بلا عذر شرعی نافذ نہ کریں اور مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے اوپین کی چھ رکعتیں پڑھ لیا کریں جن میں سے ہر ایک میں تین تین بار قل ہوا اللہ پڑھیں پھر دو رکعت نفل حفظ ایمان کے لئے پڑھیں اس طرح کہ ہر رکعت میں سات بار سورۃ اخلاص اور ایک ایک بار معوذتین پڑھ کر سلام پھیریں پھر سجدہ میں سر رکھ کر تین بار یہ دعا مانگیں یا حی یا قیوم بشتنی علی اکایمان۔ جب عشا کی نماز پڑھ چکیں تو دو رکعتیں اور پڑھیں۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ دس دس بار سورۃ اخلاص پڑھیں۔ جب سلام پھیریں تو ستر بار یا وَهَّابٌ (ص پر زور دیکر پڑھیں) ہر ماہ میں ایام بیض کے روزے رکھا کریں اگر کوئی اس قدر بھی نہ کر سکے تو پھر صوفیوں کے مسلک میں قدم ہی نہ رکھے عقلمند آدمی کا یار یا تو اس کی بغل میں ہوتا ہے یا در یار پر اس کا سر ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو وہ میگا نہ ہے۔

عورتوں کو میری نصیحت یہ ہے کہ بلا عذر کے نماز نافذ نہ کریں اور جو کچھ مردوں کو کرنے کے لئے کہا ہے یہ بھی کریں مگر ہزل و ہزیان کی کوئی بات زبان سے نہ نکلے اور یا تو یا وَهَّابٌ کا معمول رکھیں اور یا استغفر اللہ کا۔ جس کے شوہر ہو اسے شوہر کی نیامندی حاصل کرنا ضرور ہے لہذا باندیوں کو کام خراب کرنے یا چوری وغیرہ کرنے پر کوئی رنج و ایذا نہ دی جائے یا در کھو کہ جو کوئی ہمارے کہنے پر عمل نہ کرے گا وہ ہمارا نہیں۔

فوائد ۲۹

محبت الہی و قدر وقت و استعمال اور اذکیہ میں

عمر کی چند سالہیں جو باقی رہ گئی ہیں انہیں قیمت سمجھو اور غیر حق سے بڑا فی دانی سے
 دل کو ہٹا لو اور لوگوں سے ٹنا جلنا کم کر دو۔
 دانی کہ یار چہ گفتہ است امروز کہ ہر کہ جز یار مسٹ از دہیدہ بدوز
 دگ سو رہے ہیں جب مرین گئے تو بیدار ہوں گے۔ یہیں تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت
 میں رکھے اور اس کی طرف سے منہ پھرنے اور غیر متعلق چیزوں میں وقت ضائع کرنے
 سے بچائے۔

یہ تو بتاؤ کہ کبھی تم پر اہمیت کی چوٹ بھی پڑی ہے۔ کبھی تمہارے دل پر آفتاب
 اہمیت کے جمال کا بھی سایہ پڑا ہے یا نہیں۔ اگر یہ دولت نصیب ہوئی ہے تو بڑی نیک
 بختی سمجھو اور ہمیں بھی اشارتاً کچھ لکھو تاکہ اس کی حقیقت معلوم ہو سکے اور اگر ایسا نہیں ہے
 تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ آرام سے سوؤ، کھاؤ پیو اور بے غم رہو لیکن
 اگر تمہارے مطلوب میں شہود ہی داخل نہیں اور تمہیں کوئی درد و طلب بھی نہیں تو افسوس
 ہے اور اگر درد و طلب ہے تو آہ سحرگاہی کہاں گئی۔ ٹھنڈی سانسیں کہاں ہیں اور آنسو بھی
 آنکھ کہاں اور دل کی بقراری کہاں ہے۔ دلبر سے یا تو وصل نصیب ہو جائے یا اس کے

۱۰ ماہ از مکتوبات (۵۵-۵۶-۵۷-۵۸) خواجہ بندہ نواز گیسو داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سید نصیر الدین مولانا عالم الدین وسیعہ طالع الدین۔

درد اذی پر سرد صراط ہے۔ لیکن اگر بندہ ہر اسے نفس میں گرفتار ہے تو افسوس صد ہزار
افسوس ہے۔

چہ بگوئیں می شومی محسوس ہر دو عالم بد و بسا اولہ کن
کیا سودا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ بارے اگر صاف پانی پینے کو نہیں ملتا تو تمچھٹ ہی لے کر
پیاس بھارا۔ بہر حال وقت کی بہت قدر کرو۔

نصیحت ہمیں است جان برادر کہ اوقات ضائع مکن تا تو اتانی
جو کوئی صرف کھانے پینے اور سونے کا ہور بادہ مقصود سے محروم رہا۔ ایک آدمی کسی
عورت پر عاشق تھا لیکن خلوت نصیب نہیں ہور ہی تھی۔ ایک مرتبہ اس عورت نے کہلا
بیجا کہ شب کے وقت فلاں روز تمہاری طرف سے گزروں گی راہ میں میرا انتظار کرنا بخوبی
عاشق رات بھر نہ سویا لیکن کبھی دیکھو ٹھیک جس وقت محبوبہ ادھر سے گزری اس جوان کو بند
آگئی۔ دادیلا دادیبتا ہے

درد کہ آہ گرم زینہ ماریم بہ سوخت تنہا نہ آہ گرم کہ دہائے سرد ہم
اس شب کی صبح کو حضرت ابو سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے کسی نے
پوچھا کہ حضور عشق و محبت کی علامت کیا ہے۔ فرمایا کہ جب دیرینے محبت جوش میں آئے
اس وقت پرچھنا۔ عرض کہ محبت کی گفتگو شروع ہوئی اور شیخ علیہ رحمۃ کو جوش آیا تو سائل
نے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ عاشق کو معشوق کے بغیر خواب بخود
حرام ہو جائے۔ جتنی مقدار خواب و خور میں گزارے گا اسی قدر محروم رہے گا۔ کل رات کا اس
جوان کا واقعہ ہوا دیکھو کہ اس نے تمام شب انتظار میں گزارا مگر جب محبوبہ کی سواری گزری
تو اس وقت ذرا دیر کے لئے آنکھ جھپک گئی اور معشوقہ نکل گئی۔ اس کی محرومی دیکھو۔ جوان
نے جو یہ سنا تو بے قرار ہو کر اٹھا پھر گیا اور جان نکل گئی۔ تمہاری غفلت کی تو یہ حالت ہے
اور اس پر بڑی امتیازیں باندھتے ہو۔ پانی پر معائنہ فرمائیے کہیں کام چلتا ہے اس راہ میں

تو جان دے دینا چاہیے۔

اندھیں راہ اگرچہ آں نہ کنی دست و پائے بہن زیاں نکنی

بلکہ جاں جائے وہ زیاں نہ کنی

الغرض یہ دنیا بے ثبات ہے اسے کوئی بقا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو کچھ نقد بنا کر

گڑھ میں باندھ لیتا کہ اس زاہد راہ کی مدد سے بارگاہِ معنی تک پہنچ سکو۔

مختصر یہ کہ دونوں جہاں کی سعادت ان دو چیزوں میں ہے یہ نقد وقت ہیں انہیں حاصل

کد یعنی (۱) پاکی نفس اور (۲) توجہ دل بھرت حق سے یہ نعمتیں نصیب ہوتیں اسے اس بارگاہ

معنی تک پہنچنے کے لئے زاہد راہ مل گیا۔ پس ہمیں لازم ہے کہ (الف) ایسے کام کرو جن سے

اللہ اور رسولؐ خوش ہوں (ب) ہمیشہ بندگانِ خدا کے ساتھ نیک معاملہ رکھو اور نیکی کرتے

رہو (ج) ان پر احسان و اکرام کرنا اپنا پیشہ بنا لو اور (د) جو وظائف و اوراد کہ ہم نے

تبدلائے ہیں انہیں کرتے رہو اور (ه) خیر فاع بیماری ہو یا صحت، سفر ہو یا حضر اپنے کام

میں کمی نہ کرنا۔ گو اس مکتوب میں مخاطب تم ہو مگر جو کوئی بھی مطالعہ کرے اور سمجھے ہمارا خطاب

اسی سے ہے۔ والسلام۔

فائدہ

اتباع سنت نبوی پیر و پیرونی پر طلب و رد کے بیان میں

اگر انسان نے بشری خواہشات اور خلوط سے تجاوز نہیں کیا اور حیوانی غذا کی حد سے باہر نہیں نکلا تو اس میں اور دوسرے حیوانوں میں کوئی فرق نہیں۔ صورت شکل کے امتیاز سے کوئی حقیقی نتیجہ نہیں نکلتا۔ جو خلوط تمہارے لئے ہیں اور جو نفسِ امارہ حکم کر رہا ہے ان کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرو ورنہ حال اور مال دونوں میں محروم ہی محروم رہو گے اور سوائے حسرت و افسوس کے اور کچھ باقی نہ آئے گا۔ جب حال میں گدھے اور بیلوں کی خصلت سے تمہارا کام مطابقت ہوا تو پھر مال میں ایسے ہی انجام کے سوا اور کیا نصیب ہوگا لیکن اللہ جل شانہ کے فضل و عنایت سے اگر صفاتِ سجوی و قدوسی کے جانب تم مائل ہوئے تو اسی نوع کی صفائی اور نزاہت نصیب ہوگی۔

ہر شخص کو اپنے نفس سے محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ جتنا زیادہ کہ میں خود اپنے آپ کو جانتا ہوں و دوسرا مجھے نہیں جان سکتا۔ ذرا ہم سوچیں تو یہی کہ ہمارے پاس کیا جمع پونجی ہے۔ سٹائے خام کی کونسی دیگ ہم پکا رہے ہیں۔ کہیں ہم دہم و خیال سے تو عشقِ بازی نہیں کر رہے ہیں۔ بیت اللہ ہمارا مقصد و مادی ہے لیکن کہیں ہم نے گھورے پر تو مسجد نہیں بنا دی کہیں ہم نے کھادی زمین میں تو بیج نہیں ڈالے۔ یہ سب سوچنے اور نفس سے محاسبہ کرنے کی

۱۔ ماخذ از کتبات نمبر (۱۰۵۹) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہما بجانب شیخ مند و شیخ

سعد الدین بیروگان حضرت فرید الدین گنجشکر ۱۲۔

باتیں ہیں۔ توقع ہے کہ نفس کو پاک تر اور دل کو جو متوجہ بننا پڑا ہے اپنے آپ سے
 رکھو گے۔ خدا کرے تمہیں وہ قربت نصیب ہو کہ فریاد انا من اھوی ومن اھوی انا
 (یعنی معشوق و عاشق دونوں بس ایک ہی ہیں) تمہاری زبان سے نکلنے لگے۔

مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم کس خیال میں ہو اپنے متعلق کس گمان و خوش فہمی میں مبتلا ہو
 اور کس شے پر قرار ملا ہے تمہیں اس کی کوئی ٹکڑی نہیں کہ کہیں یہ خوش فہمیاں مگر تو نہ ہوں۔
 صاحب بصیرت، روشن دل اور دیدہ و روگہ ہی جانتے ہیں کہ قتل انسا
 انا بشر مثلکم (میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں) میں کوئی حقیقت پہنچا ہے۔
 امتیاز کی صورتیں اور ہوتی ہیں اور اشتراک کی کچھ اور شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کچھ اور ہی
 تھے اور دوسرے صوفیہ کچھ اور۔ ایک صورت ہے کہ ظاہر میں نظر آتی ہے اور دہری باطن
 میں کچھ اور ہوتی ہے۔ تمام انسانی شکلیں ایک ہی دکھائی دیتی ہیں مگر آدمی آدمی ایک
 نہیں ہوتا۔ باطنی شکلیں بہت مختلف ہوتی ہیں۔ بہر حال یہ یاد رکھئے کہ پیر کا دل مرید کے
 دل کا آئینہ ہوتا ہے اور مرید کا دل پیر کے دل کا آئینہ۔ پیر اپنے دل میں مرید کو دیکھتا
 ہے۔ چنانچہ ان الذین یبایعونک انہما یبایعون اللہ (جن لوگوں نے تم سے
 بیعت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی) بھی اسی بھید کا ایک شوشہ ہے۔

توجہ باطنی کہہ لئے اس ظاہری صورت کا سامنے موجود رہنا ضروری نہیں ہے۔
 تم ہی دیکھو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پردہ کئے ہوئے کتنی صدیاں
 گذر گئیں۔ یابیں ہمہ کیا کیا کام ہو گئے۔ اور وہ جو دیکھے اس بارہ کو کس منزل تک پہنچا کر اتارا
 گیا۔ آستانہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا آستانہ کم پیروں کو نصیب
 ہوا ہو گا۔ یعنی آپ کے اتباع کے فضل و شرف نے امت کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔
 پھر یہاں کریم کی خاطر اس کے طفیلیوں کو بھی درجہ اختصاص بخشا گیا ہے طفیلی ایسے
 نہیں تھے جو کھانے پینے میں نسبت اشتراک رکھتے ہیں بلکہ وہ جو اس کی چائی ہوئی شرع

شریف کا اتباع کرتے اور جس مہمان کریم کے ساتھ ہیں اس کے قدم بقدم چلتے اور اس
 قدم مقدس کے اتباع سے اپنا نصیب حاصل کرتے اور حظ اٹھاتے ہیں۔ حضرت
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پیروؤں کو بھی اسی طرح قیاس کرنا چاہیے اب خود تم
 محاسبہ کرو کہ گھستان فریدی سے تم نے کون سے پھل چنے ہیں اور اس بوستان سے
 کیا نعمت حاصل کی ہے۔ اہل چشت کے اس باغ سے جس کسی نے پھل کھائے اتباع
 کرنے ہی سے کھائے۔ ہم نے بس یہ اک گڑ بنا دیا لیکن نہیں جانتے کہ کون خوش
 نصیب اس سے فائدہ حاصل کرتا اور ان بزرگوں کی اقتدا سے پھل اور پھول چنتا ہے۔
 لے بجا اور اس عمر کو عزیز سمجھو۔ خوار مت سمجھو اور جو کچھ کہہ سکتے ہو اس میں گزرو۔
 جس نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا اس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا اور ہلاکت کے غار میں گرا۔
 یہ معرفت کا گراں بزرگوں سے سیکھو۔ اس بارے میں سب کی تعلیم ایک اور سب ایک
 کلمہ اور یک زبان ہیں۔ ہماری تمہاری کیا حقیقت۔ واللہ اگر وجدان یا نہیں تو طلب
 کرنے میں کیا نقصان ہے۔ کیوں نہیں طلب میں عمر گزار دیتے۔ اگر معرکہ میں مردوں
 کی طرح جو لائگری میسر نہیں تو مردوں کی صورت بنا کر لغو مارنے میں کیا ہرج ہے۔
 اگر حقیقت وصال نصیب نہیں تو اس کی تمنا ہی میں عمر بسر کرنا کیا بڑا ہے۔ اگر ابھی طرح
 سمجھو تو معلوم ہو گا کہ درمان وجود مقصود سے خوش تر درہ طلب ہے جو اس میں مزہ ہے
 وہ کسی میں نہیں ہمارے سرور ہمارے پیشوا و مقتدا حضرت فرید الدین مسعود نور اللہ
 مرقدہ و قدس اللہ روحہ جس سے خوش ہوتے یہ دعا دیتے کہ خدائے عزیز و جل اپنا ورد
 بچھے عطا کرے۔ والسلام۔

فوائد

محبت الہی اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

ذوق آمیز کلمات تحریر میں نہیں آسکتے مگر خیر کچھ لکھا ہوں۔ اللہ جل شانہ تعالیٰ
 تعالیٰ نئی نئی عجیب شکلیں خلق فرما سکتا ہے کل یوم ہوتی شان چنانچہ مجھ پر
 یحیونہ (وہ انہیں چاہتا ہے اور وہ بھی اسے چاہتے ہیں) اسی کے فرمودہ ذوق آمیز
 کلمات ہیں اور جد ہر اشارہ کر رہے ہیں نہ میرے نزدیک ایسے معانی ہیں جو پیشتر میں
 گواہک مولوی مرد نقیہ ان کلمات مبارک کی طرح طرح کی تاویلیں کرتا ہے لیکن میں
 کہتا ہوں کہ ان دو لفظوں سے اس فیض بروجی و قدوسی کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ
 انا حساب (میں حساب لینے والا ہوں) دیکھتا ہوں کہ کون مجھ سے محبت کرتا ہے
 اور کون نہیں کرتا اور مجھ سے جو محبت کرے گا میں بھی اس سے محبت کروں گا۔ محبت
 کا مقدمہ آشنائی و مشائستگی ہے پہلے معرفت ہوتی ہے پھر محبت آتی ہے۔ معرفت
 بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب جیلوں کا جیل اور کل جلال
 کا جمال اور تمام حسن و خوبی کا مخزن ہے۔ اسی خزانہ جمال سے انوار اور حسن کی شعاعیں
 لے آئیں ہوتی ہیں کہ صَحَّ — الْأَذُنُ تَعْتَشِقُ قَبْلَ الْعَيْنِ اِجْسَانًا یعنی گہمی آنکھ سے
 قبل کان مبتلائے عشق ہوتے ہیں۔

کے ماہوار مذکورہ نمبر (۶۱) خواجہ نوروں نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ بجانب بعض مریدان جنوری
 چترہ وایرج -

نہ تھا عشق از دیدار خیزند بسا کین دولت از گفتار خیزد

پھر جب اس طرح ایک گونہ شناسائی ہوگئی تو قدم آگے بڑھتا ہے اور توجہ قائم رکھنے اور یاد کرنے سے عالم محبت سے بھی کچھ حصہ نصیب ہونے لگتا ہے اور اس ہمہ جمال اور ہمہ کمال کے لئے ایک ٹیس سی ڈل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے لگ یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اہل محبت کے ساتھ اٹھا بیٹھتا اور رہتا بہتا ہے اس کے دل میں بھی محبت کا بیج پودیا جاتا ہے، پھر یہ بیج اللہ جل شانہ کی قدرت بالغہ اور حکمت عالیہ کی آیتوں اور نشانیوں پر نگاہ قائم رکھنے سے نشوونما حاصل کرتا اور درخت بنا شروع ہوتا ہے اس کی شان دیکھ کر ادھر خیال جاتا ہے کہ جس ذات میں یہ سب کچھ پیدا کرنے کی قدرت و حکمت ہے اس میں کیا کیا کمال اور کیا کیا جمال ہوں گے۔ اس طرح خیال دوسری طرف منتقل ہوتا ہے اور اس معرفت سے محبت الہی پیدا ہوتی ہے لیکن ہمیں جو مطلوب ہے وہ ایسا شخص ہے کہ اس جہاں کی نیکیوں اور بدیوں کسی کی پروا نہ کرے نہ کسی سے خوف کھائے اور نہ ہیبت، بلکہ ہمیں دیکھ کر اس کی طلب میں اور اضافہ ہو اور اس کی روش میں مزید ترقی ہوتی جائے۔ ممکن ہے کہ ایسی ہی حالت اس پر گندے کہ کبھی وہ اپنے دل سے اس طرح کی باتیں کرتا ہو کہ اے مغلی، ظلماتی اور اے فانی وزمانی تجھے اس حضرت عزت و جلال سے کیا نسبت۔ بے ادب شروع و بے شرم! ایسا بڑھ بڑھ کر خیالی پلاؤ پکار رہا ہے۔ استغفر اللہ۔ اس سے باز آؤ اور سو بار توبہ کر۔ کہاں مٹی کا ڈھیر اور کہاں رب العالمین۔ کہاں تو اک کچھڑکا لوٹا اور کہاں وہ سب عالموں کا پالنے والا اور اس کی باتیں۔ اور پھر ہر طرح عقل و ہوش درست کرنے کی کوشش کرتا ہو کہ اس خطرہ سے باز رہے مگر اے رب تیری ہی قسم بیچارہ مسکین جو کہ پہلے طلب و عشق و محبت میں اس طرح مبتلا تھا اگر اس کا دوسرا حال اب یہ نظر آ رہا ہے کہ نماز تلاوت و کسب کار میں مشغول ہے اور بظاہر طلب سے غافل اور خود میں ہو گیا ہے یہ سب کچھ ہے

مگر باوجود اس کے جب یکایک اس کی نظر دل پر پڑتی ہے تو پتہ لگتا ہے کہ اگر اسے
پتا کہاں کی آواز آرہی ہے اور باوجود ان سب ظاہری مشاغل کے طلب ہوا
ہے تو یار ہی کو کر رہا ہے اور جستجو اگر ہے تو بس اسی کی ہے۔

دل راز عشق چند ملامت کتم کہ ہیج ایں بخت پرست کہنہ مسلمان نہی شود
نقیہ طعنے مارتے ہیں اور واعظ و محدث نصیحت کرتے ہیں۔ مفسر اپنی جگہ دوسرا ہی سودا
پکاتے ہیں۔ یہ سب اس کی جان کے دشمن اور اس مسکین و بیچارہ کے پیچھے پڑے ہیں۔ مگر
ہاں ہمہ یہ شفیقہ آشفقہ زلف و خال یار کا گرفتار پوری امید و جسارت کے ساتھ فریاد
کر رہا ہے۔

جز یاد دوست ہر چہ بری عمر ضائع است جز میر عشق ہر چہ بکوئی بطلالت بہت
علی کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

کہتا ہے کہ اگر یہ سب درد و دوستی باقی نہ ہے تو دوزخ کی بھی پیدا نہیں۔ تو
کہتا ہو اجاؤں گا اور اگر بہشت میں لے جائیں گے تو بغیر دوست کے وہاں نہ جاؤں گے۔
'گر بے تو بود جنت بر کنگرہ نشینم'

ثوبان کی حکایت کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہیں کیسی محبت تھی
مشہور ہے۔ اب اپنی حالت پر نظر ڈالو کہ تم کس کام میں ہو کیا کھاری زمین پر کاشت
کر رہے ہو یا آب جاری پر نقش بنا رہے ہو۔ یاد رکھو اس سے کوئی فائدہ نہیں، شاید
بازی اور پارسائی دونوں میل نہیں کھا سکتیں۔

اے دوست اے برادر اے یار اگر عشق نہ ہوتا تو سبزہ نہ آگتا۔ اگر عشق نہ
ہوتا تو کوئی جانور اپنے بچے کو نہ پالتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو آسمان کبھی گردش نہ کرتا۔ اگر عشق
نہ ہوتا تو کسی کو بھی اللہ جل شانہ جہاں میں پیدا نہ کرتا کیا تم نے فاحشیت ان لاعرف
کی حدیث قدسی نہیں پڑھی۔ اگر تمہیں اپنے دل میں اپنی ذات کی طرف سے کچھ گمان ہے تو یہ صرف ہوس ہے۔

اور تمنا اس کے ساتھ ضم ہو گئی ہے سے علم و عمل و زہد و تقوا و ہوس،
یہ جملہ رہ است خواجہ منزل پنداشت = اس وقتے سال کے بڑھے سے پوچھو
کہ کیا حال ہے۔ ہر شب و روز کوئی نہ کوئی زحمت و تکلیف ساتھ لگی رہتی ہے
اور تمام رات قیام میں اور دن صیام میں گزر جاتا ہے۔ میں نے جو اس کا ایک نشان
بتایا تھا تم کیسے اس نشان کے پتے سے اس راز کا پتہ لگا سکتے ہو۔ کیا اس کے
وقت لی مع اللہ میں کوئی خطرہ گزر سکتا ہے۔ لا واللہ ہرگز نہیں۔ نیکی کے بدلے
واہیں فیض جاری ہے۔ جو کوئی کام کرے گانیک مرد اور نیکو کار ہوگا۔ طالبان
حق کا کام راہ سلوک اختیار کرنا ہے۔ جب تک اس راستہ پر نہ چلیں گے۔ وصول
میر نہ ہوگا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم
اللہ۔ پس جس کسی کو محبوب بننے کا شوق ہے چاہیے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرما رہے
ہیں کہ جس راہ سے میں نے سلوک طے کیا اور منزل پر پہنچا ہوں جو کوئی اسی
راہ پر چلے گا۔ میرے مقر و مستقر پر میرا ہزار افراد ہر قدم ہوگا۔ تم کہو گے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کون ہو سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن حضور
جس نے محبت الہی کے دریا پی گئے تھے اسی کا ایک قطرہ تمہارے حلق میں
بھی ٹپکایا جائے گا۔ پھر تابع و متبوع سابق و مسبوق کافرق سب جانتے ہیں
دونوں برابر نہیں ہو سکتے لیکن سب ایک ہی ڈگر کے چلنے والے ہوتے ہیں
یہ شرف کیا کم ہے۔ اپنے وقت کو درود اور اد سے متور رکھو عقل نہیں کہتی
کہ اس میں دنیا و آخرت کا کوئی بھی نقصان ہے سے
دریاب اگر تو مائل بشتاب اگر صاحب ولی
باشد کہ نتواں یا فتن دیگر چنیں آیام را

فائدہ

تزکیہ و مخالفتِ نفس و توجہ تمام کے بیان میں

معلوم ہو کہ طلبِ حق میں کوئی کسب مانع نہیں ہے۔ جس کام میں چاہو ہو۔ اگر دو چیزیں تھامے پاس ہیں یعنی پاکِ نفس اور توجہ تمام تو سب کچھ ہے۔ توجہ تمام سے مراد ہے یادِ خدا میں دل کو لگائے رکھنا ہمیشہ اس کی یاد میں رہو اور دل کو اسی طرف متوجہ رکھو اور تمام کا نمل میں پیر کی پیروی مقدم سمجھو اور اس کو فیق کے لئے بھی پیر سے مدد مانگتے رہو کسی کام میں سستی نہ کرنا۔ کسی واقعہ سے دل کو متعلق کر لینا مقصود سے دیکھے جانا ہے۔ ہٹاوا مطلوب امتنا بلند مرتبہ ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ جب تک کہ بندہ خدائے عزوجل کے ساتھ ایک نہ ہو جائے یعنی سوائے خدا کے نہ کچھ دیکھے اور نہ چلنے اور نہ پہچانے۔ اس وقت تک یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کوئی چیز ہوا۔

جو عورت کہ مردوں کے سنے کام کرے وہ جو عورت کی صورت ہے مگر دراصل مرد ہے اور جو مرد عورتوں کے سنے کام کرے یعنی ہوا پرست ہو تو وہ جو مرد کی صورت ہے مگر دراصل عورت ہے تو قہ سے کہ ان برادر ہمیشہ عبادتِ الہی میں وقت صرف کرتے رہیں گے اور رشتہ داروں کے ساتھ ایسی زندگی بسر کریں گے اور ان کے حق ادا کرتے رہیں گے جیسا کہ حق ہے۔ اس جہاں سے مولائے نیک عمل پہلے چلنے کے اور کسی عورت سے کام نہیں بنے گا۔

۱۔ نامہ از مکتوبات نمبر ۶۳-۶۴-۶۵۔ خواجہ بندہ نواز گیسو درانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تالیف بجانب تقاضی برہان الہی
و مولانا سلیمان و میر حیدر۔ مکتوب (۶۱) کا مضمون کاغذ (۲۱) میں آگیا ہے۔ ۱۲۔

فصل ۳۳

نبوت اور ولایت کے بیان میں

مقام ولایت سے مراد ہے قرب حق و معرفت خدا کے عزوجل و اطلاع برحقانیت
یہ اطلاع ایسی ہونی چاہیے کہ جو غایتوں کی غایت اور منتہی تک پہنچتی ہو انبیاء علیہم السلام کو
بارگاہ خداوندی سے پہلے یہی مرتبہ ملا ہے یعنی اولیائے میں سے جن پر عنایت بے غایت
ہوتی اور مقصود ہوا کہ ان سے دعوت خلق کا کام لیا جائے تو انہیں نبوت کے مقام پر فائز فرمایا
اور یہ کام ان سے لیا۔ اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ مقام ولایت کی انتہا مقام نبوت کی ابتدا ہے
پس کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اول ولایت کے درجہ پر پوری طرح یہی انصاف سے فراز ہوا
ہو۔ پہلے ولایت ملی ہے اس کے بعد نبوت کی دولت نصیب میں آئی ہے بعض امت کے
صوفی جن میں دلورہ محبت و شوق از حد غالب ہے۔ بعض اولیائے امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو
بعض انبیائے سابقین پر وود ہوں میں پر کر فضیلت دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ اہل ولایت
یہ ہے کہ قرب خداوندی اور معرفت الہی حاصل ہو اور حقائق پر پوری پوری اطلاع ہو اور
نبوت وہ کام ہے جو خلق خدا سے متعلق ہے جس کے لئے خدا نے اپنے بندوں کے پاس
اس نبی کو بھیجا ہے اس وجہ سے بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ ولی کو نبی پر
فضیلت دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ولایت ایک ایسا رکن ہے کہ نبوت کی بنا اسی پر قائم
ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ خیال ہوا کہ ان بزرگوں نے ولی کو نبی پر ترجیح و تفضیل دی ہے۔

۱۔ مخدوم مکتوبات نمبر ۱۹۱۱ خواجہ بندہ نوار لیسرہ از رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت مسعود بیگ قدس سرہ۔ مطبوعہ ننگہ
۲۔ مکتوب جامع ہوا ہے جو حضرت مسعود بیگ نے اس قوم کے جواب میں لکھا ہے اس کا ترجمہ یا خلاصہ فوائد مذکور
۳۔ متعلق نہ تھا اس نے نظر انداز کیا گیا ۱۲۔

دوسری بات یہ ہے کہ طالبان عالم علی العموم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس نے جناب باری تعالیٰ کے نیا نئے نام عقیدت کے ساتھ پڑھ لئے وہ یہ دیکھتا ہے کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو کھانا اور ہوتی ہیں۔ مگر اہل نہیں۔ مثلاً آل نبی پر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا اور دودھ پینا محض کھانا ہے اور بالاصل ثابت نہیں ہے۔ نبی پر دودھ و سلام بھیجے وقت آل کو بھی کھانا جب درمیان میں لے آئیں تو مضائقہ نہیں۔ نیز صوفیان متاثر یعنی بن پر دلولہ و دیوانگی عشق غالب ہے کہتے ہیں کہ امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعضوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں وہ دولت نصیب ہوئی ہے کہ انبیائے سابق کو نصیب نہ تھی چنانچہ ہی حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امت میں داخل ہونے کی خواہش کی تھی۔ یہ غلبہ عشق کا کلمہ ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے پھر اگر کوئی یہ کہے کہ میں نبوت پر ولایت کو فضیلت دیتا ہوں تو اس کے سامنے میرا یہ قول پیش کر دیا جائے۔

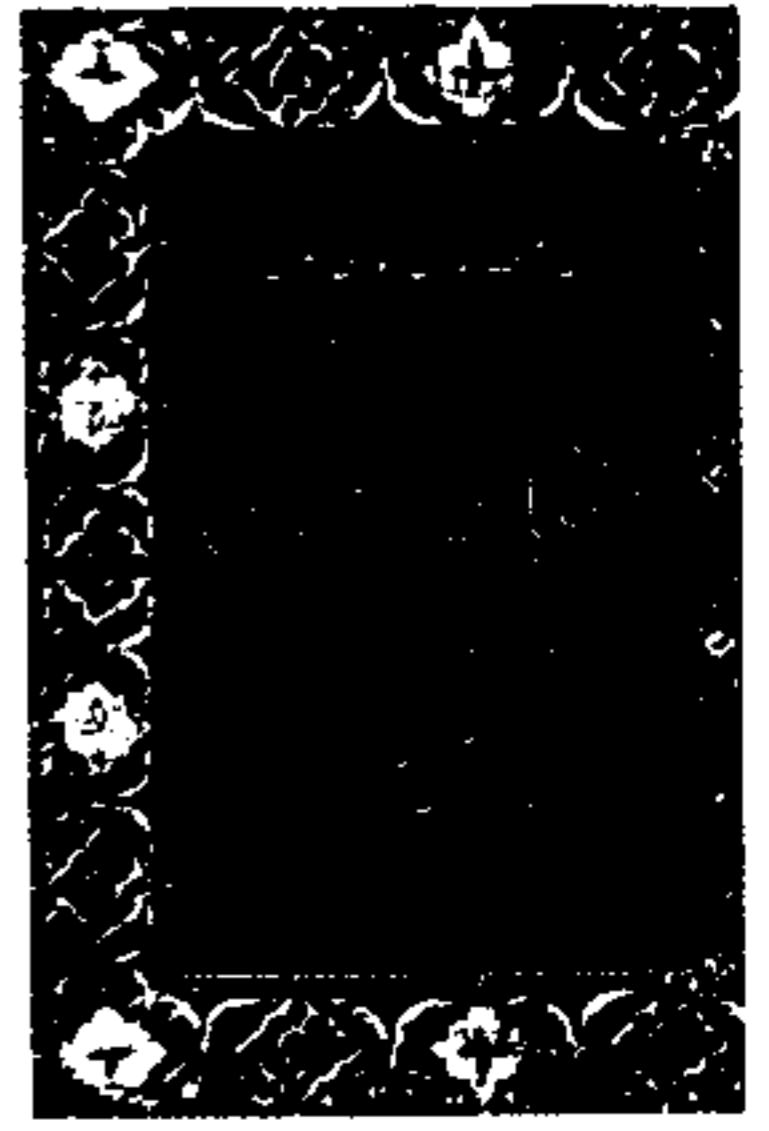
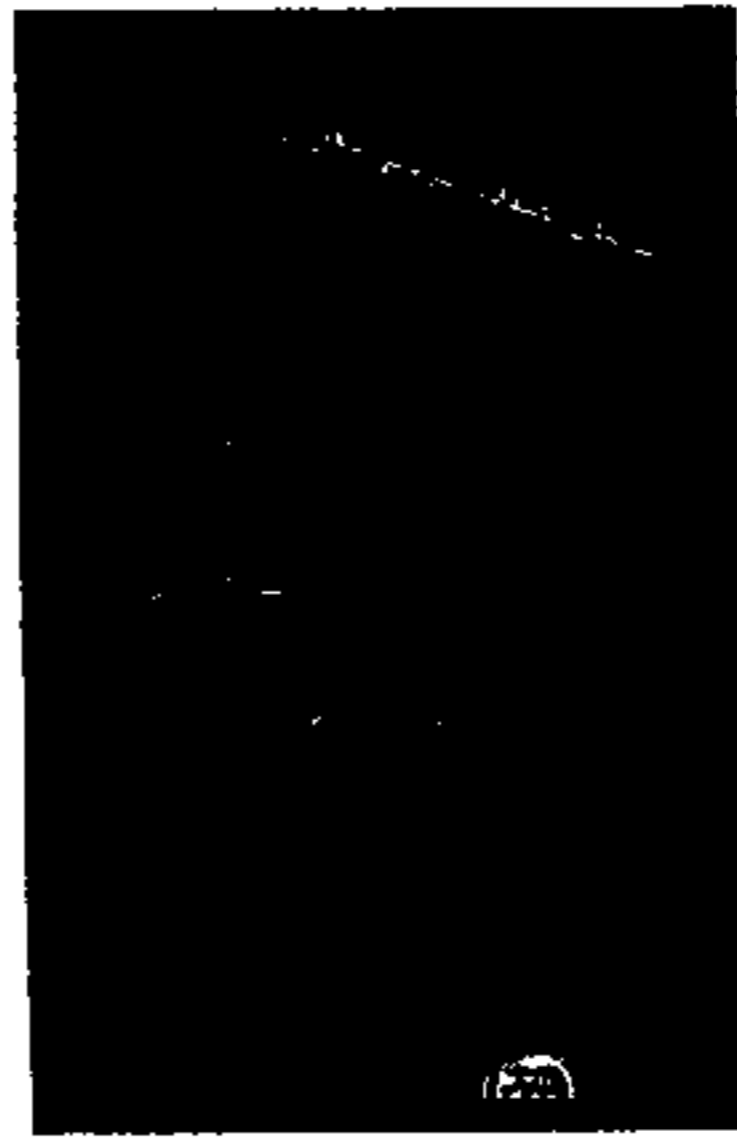
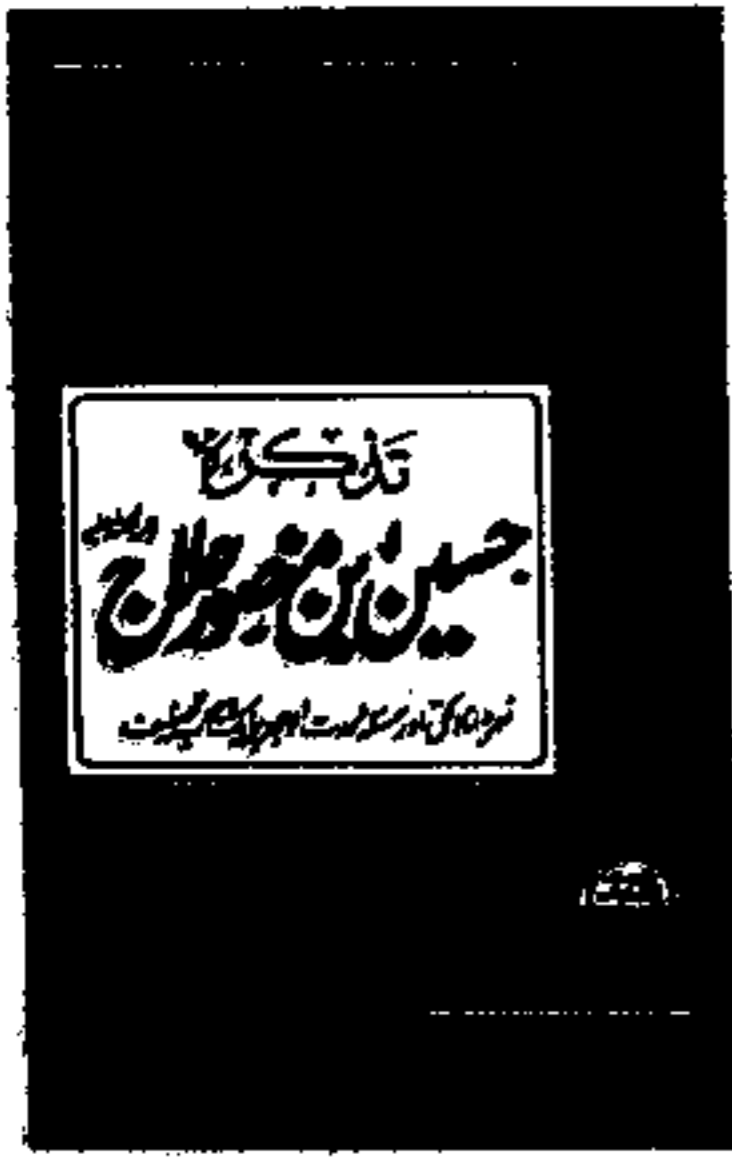
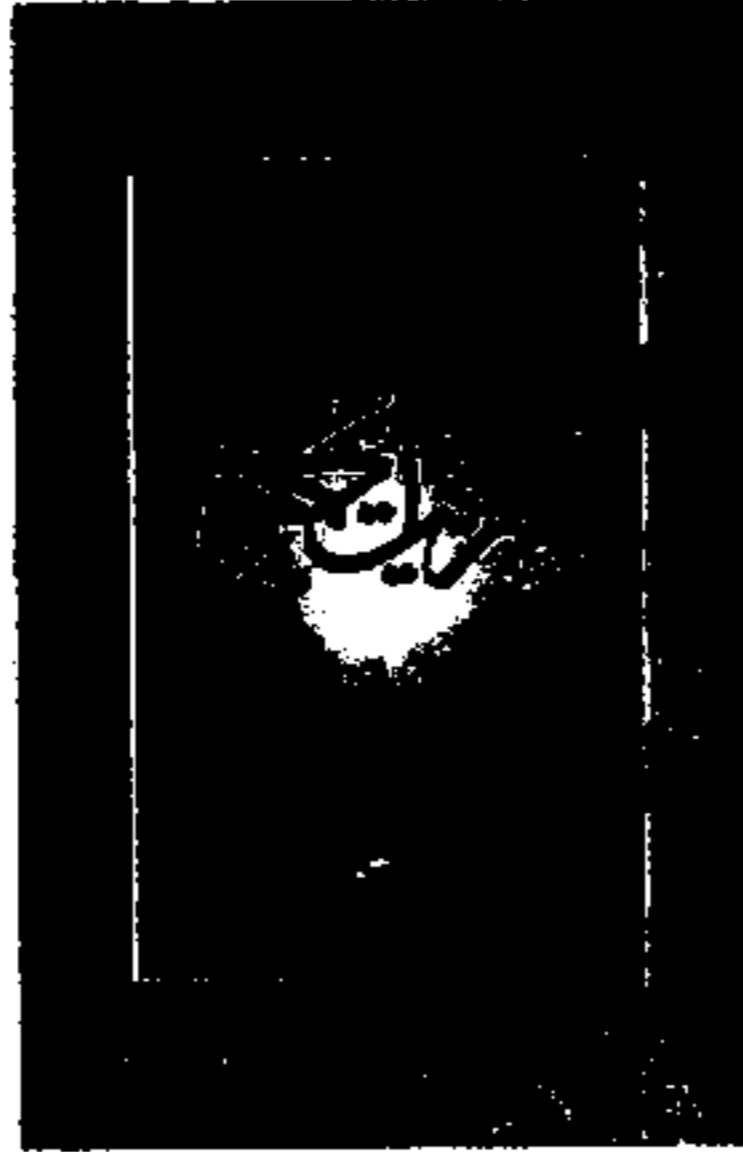
اس مکتوب میں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز نے پہلے اہل تصرف کا عقیدہ صحیح بیان فرمایا اس کے بعد صوفیان متاثر کے بعض خیالات بیان کئے اور ان کی طرف سے معذرت فرمائی کہ ان کا قول اصل و حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ ضمنی اور والہانہ ہے یعنی اتباع رسول میں ایک والہانہ ضمنی صورت پیدا ہو جاتی ہے جو حقیقتاً نہ اصل شے ہوتی ہے اور نہ کوئی مذہبی عقیدہ بلکہ ایک کیفیت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس دلولہ شوق و محبت میں بعض شطیحات ان کی زبان سے نکل جاتی ہیں جو کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں رکھتے۔

نتیجہ

یعنی صفات اک ضمنی شے ہوتی ہیں دلائل غیر مسلمہ مسئلہ ہے اور ذات ایک اہل حقیقی شے ہے۔ یہ اس ضمنی دونوں اشیا باہم وابستہ ہیں تو دونوں کو الگ الگ نہیں کر سکتے۔ تب شے یاد کرنا و یاد کرنا اس لئے مستحکم ہے۔ ۱۲۔



دیگر کتب



ملنے کا پتہ دربار بک شاپ دربار مارکیٹ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

